بعنایت حضرت احکم الحاکمین
در مطبع منشی نولکشور باہتمام [illegible] لال رونق طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین ساتہ نام خدا بخشش کرنیوالی مہربان کے سب تعریفا اوسکے لیے ہی بڑا انعام اوسکا ہمپر یہ ہی کہ بہیجا اوسنے ہماری ہدایت کے لیئے رسول اکرم فخر بنی آدم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو ۵ سید الکونین ختم المرسلین

خمسہ

آخر آمد بود فخر اولین
شفیع الخلق ختم المرسلین ہی
ذرا مجھکو نہین شبہ یقین ہی
قیامت کا شفیع اولین ہے
پہلا اندا و کیون آمد و ہمین ہے
محمد یہان رسول آخرین ہے

فقیر سید امداد العلی ولد مولوی سید غلام مصطفی اکبرآبادی سب اہل اسلام کی خدمت مین گذارش کرتا ہی کہ ایک استفتاء التراویح جسکو مولوی محمد نصیح غازیپوری اور مولوی سراج الدین اور مولوی عبد الرحمن صاحب صدر امین وغیرہم نے تحریر فرمایا تہا اور اوسمین سخت کلامیان بہری ہوی تہین اوسکا جواب مسمی نور الہدی ایک ہفتہ مین تحریر ہوا اور چہپ کر تقسیم بہی ہوگیا یہ دوسرا جواب ہے مسمی بہ امداد السنۃ باستیفای روایات حدیث وشروح حدیث و روایات کتب فقہ جمع ہوکر دوسرے ترتیب سے مرتب ہوا تاکہ سب مسلمان بہائیون کو اوسکے دیکہنے

بنے سے فائدہ تامہ سہو پہنچے جو بزرگ جواب اسکا تحریر فرماوین تو مہربانی کرکے سخت
سے خاکسار کو معاف کرین اور امر حق سے تجاوز نفرما کے انصاف کرین ترتیب
اسکی دو باب پر ہے **باب اول** رد اصل مقصود استفتاء التراویح مین ہے اور
باب دوم رد مین شقوات اصحاب استفتاء التراویح کے **باب اول** مخفی نرہے کہ
راقم نفس قیام رمضان کو جسکو نماز تراویح کہتے ہین بدون تخصیص و تعیین عدد رکعات سنت
جانتا ہو کہ اوسپر ترغیب اور تحریص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے چنانچہ
مسلم نے اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم رغبت دلاتے تھے صحابہ کرام کو قیام رمضان مین بدون اسکے کہ حکم فرماوین
اوسمین ساتھ تاکید اور ایجاب کے پس فرماتے تھے جو شخص کہ قیام کرتا ہے رمضان کا
از روی ایمان اور تصدیق بہ ثواب اور طلب اجر و ثواب کے بخشے جاتے ہین گناہ اوسکے
جو آگے ہو چکے ہین اور ابن ماجہ نے اپنے سنن مین عبد الرحمان بن عوف سے روایت
کیا ہے کہ کہا عبد الرحمان بن عوف نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا مہینے
رمضان کا پس فرمایا آپ نے کہ یہ مہینہ ہے کہ فرض کیا ہے اللہ تعالی نے واسطے
تمہارے اوسکے روزہ کو اور سنت کیا ہے مینے تمہارے لیئے اوسکے قیام کو
پس جو شخص کہ روزہ رکھتا ہے رمضان کے مہینہ کے اور قیام کرتا ہے اس مہینہ کا از روے
ایمان اور طلب ثواب کے تو نکل آتا ہے اپنے گناہون سے مانند اوس دن کے
کہ جنا تھا اوسکو ماں اوسکی نے اور آٹھ رکعت تراویح کو فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتا ہے
اور بیس رکعت سنت خلفای راشدین ہین کہ اسی پر آجتک عمل اپنا ہے لیکن صرف کلام اسمین ہے
کہ جو شخص آٹھ رکعت تراویح اس نظر سے کہ عدد ثابت آنحضرت سے آٹھ ہی رکعت ہین پڑھی
تو بموجب اس آیت کریمہ کے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ملام ہے یا نہین اور
مجھ ثواب اتباع آنحضرت کا ہے یا نہین اور ظاہر یہ ہے کہ یہ شخص ملام نہین بلکہ محرز ثواب اتباع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ صحیحین وغیرہا مین مروی ہے کہ عبداللہ ابن عمر رض
سفر مین سنتین نہ پڑہین اور لوگون سے کہا کہ صحبت پائی مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی آخر وقت تک لیکن نہ زیادہ کیا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہہ دو رکعت فرض
پر سفر مین پہر فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ گو بیس رکعت پڑہنے مین بہا
سبب اتباع سنت خلفای راشدین اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے تو معلوم کرنا چاہیے
کہ قول مولوی محمد زین العابدین نے کہ جسپر تصحیح مولوی محمد فصیح غازی پوری کی
ہی لکہا ہے کہ پڑہنا تراویح کا سنت موکدہ ہے اور تعداد اوسکی بقول صحیح بیس رکعت
ہے چنانچہ تمام کتب معتبرہ مین موجود ہے انتہی پہر اس تقریب مین جو روایات نقل کین
وہ یہ ہین فی الدر المختار التراویح سنۃ موکدۃ وہی عشرون رکعۃ وفی رد المحتار وہی
عشرون رکعۃ وہو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا وفی الکافی س فی رمضان
عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات انتہی مضمرات سے نقل کیا فی فتاوی الحجۃ التراویح سنۃ
موکدۃ باجماع الصحابۃ رضی اللہ عنہم وعمل الامۃ ومن انکر کونہا سنۃ فہو مبتدع ضال غیر مقبول
الشہادۃ وفی الزاہدی سنۃ لا یسع ترکہا اولا منۃ اجمعت علی مراعاتہا وجوازہا ولم ینکرہا احد
من اہل القبلۃ الا الروافض یصلون فی کل لیلۃ عشرین رکعۃ اور دوسرے مولوی عبدالرحمان
صاحب صدر امین نے لکہا کہ تمام کتاب فقہ بالامال ہے کہ تراویح بیس رکعت سنۃ موکدہ ہی
اور تیسرے مولوی عبدالاحد غازیپوری نے بہی بیس رکعت کو سنۃ موکدہ کہا اور چوتہے
مولوی حلی محمد عباسی نے لکہا تراویح مین سنت موکدہ بیس رکعت ہین اکثر کتب فقہ سی
یہی ثابت ہوتا ہے اور اس تقریب مین فتح القدیر سے نقل کیا فالاصح انہا سنۃ لمواظبۃ
الخلفاء الراشدین اور پانچوین مولوی شجاعت حسین صاحب اور مولوے
امیر علیشاہ صاحب نے بیس رکعت تراویح کو سنت ہی فرمایا اور کہا کہ آنحضرت نے بیس
رکعت پڑہی ہین اور مولوی سراج الدین نے کہا کہ بیس رکعت مین حصر کیا وستعد

تراویح کو سب علمای اہل سنت جماعت نے اور ڈپٹی مولوی فیض احمد نے لکھا ہے بہت
سی کتابون فقہ مین بیس رکعت سنت ہونے تراویح مین صراحۃً مذکور ہے اور اجماع اہل الاسلام
شرقاً غرباً اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً جاری و رائج ہین کسی شخص نے اہل اسلام سے
اس رسم مندرج تک خلاف نہین کیا اور مخالف اوسکا مبتدع ہے راقم کہتا ہے کہ جو شخص ان صاحبون
مین سے قائل اسکا ہے کہ بیس رکعت تراویح سنت موکدہ ہین قول اوسکا صریح غلط ہے اس لیے
کہ سنت موکدہ وہ ہے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس مواظبت فرمائی ہو جیسا کہ
بملاحظہ عبارات کتب فقہ اور اصول فقہ جو نقشہ مین بعد اسکی مندرج ہین ظاہر ہو جاویگا اور بیس
رکعت کا پڑھنا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے چہ جای کہ مواظبت آپ
کی بیس رکعت پر ثابت ہو اور حدیث ابن عباس مین جو آیا ہے کہ آنحضرت پڑھتے تھے رمضان
مین بیس رکعت ساتھ وتر کے سوا ایک راوی اوسکا ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ ضعیف ہے باتفاق
ہی نقادین رجال کا اوسکے ضعف پر اور معہذا یہ حدیث مخالف ہے ساتھ حدیث حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے جو صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ فرماتی ہین حضرت عائشہ کہ نہ تھے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کہ زیادہ کرتے ہون رمضان مین اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر اور ساتھ حدیث
جابر رضی اللہ عنہ کی جو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح مین روایت کی ہے کہ کہا جابر
نے کہ نماز پڑھائی ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مین آٹھ رکعتین پھر وتر پڑھائی
پس بعض کتب حنفیہ مین جو سنت موکدہ ہونا تراویح کا لکھا ہے اور یہہ لکھا ہے کہ وہ بیس رکعت ہین
تو حتی الامکان اونکی کلام کو محمل صحیح پر محمل کرنا مناسب ہے اسطور پر کہ مراد اونکی تراویح سے
اس حکم مین کہ تراویح سنت موکدہ ہے نفس تراویح ہے نہ عدد معین تراویح کا اور مراد اس سے کہ تراویح
بیس رکعت ہے یہ ہے کہ عدد رکعات تراویح مین مختار اور معمول بیس رکعت مین قطع نظر اس سے
کہ یہ عدد سنت موکدہ ہے یا مستحب پس تقدیر ہی عشرون رکعۃ کی عشرون رکعۃ علی القول
المختار من الاقوال فی عدد رکعاتہا والمعمول منہا ہے بالجملہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا اونکی کلام

سے لازم نہین آتا ہی عینی نے صحیح بخاری کی شرح مین لکھا ہے کہ عدد مستحب قیام رمضان
مین اختلاف علما اقوال کثیرہ پر ہے اور انہین اقوال مین سے قول حنفیہ کو ساتھ بیس
رکعت کی شمار کیا ہے ہر چند نفس تراویح کو بھی سنت موکدہ کہنا بطور جمہور غلط ہے مخالف
اصول کے لیکن بیس رکعت کی سنت موکدہ کہنے سے اہون ہے اور باقی متون اور
شروح اور فتاوای جمہور حنفیہ مین سنت ہونا تراویح کا یا بیس رکعت تراویح کا بدون قید
موکدہ کے لکھا ہے جو کہ تراویح یا بیس رکعت تراویح کا سنت ہونا بمعنی ایسی نفل کے
کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادۃً مواظبت فرمائی ہو متصور نہین ہے اس لیے
کہ تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد تھے اور نماز تہجد آنحضرت پر نزدیک جمہور کے
فرض تھی پس تراویح نفل ہو گی کہ مواظبت آنحضرت سے ہمارے لیے سنت ہو جاوے
اور بیس رکعت کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا ہی ثابت نہین ہے پس مواظبت
بیس رکعت پر کیونکر خیال مین آسکتی ہے حمل کرنا سنت کا کتب جمہور مین اس معنی پر غیر
صحیح ہے بلکہ محمل صحیح اوسکے لیے وہ سنت ہے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مواظبت نہو اور اس سنت کو مستحب بھی کہتے ہین اور یہ سنت سنت موکدہ نہین ہے گو مواظبت
خلفای راشدین کی بعد اسکے ہو اس لیے کہ سنت موکدہ اوسی نفل کو کہتے ہین کہ جسپر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس مواظبت عبادۃ فرمائی ہو نہ اوسکو کہ جسپر خلفا
نے مواظبت فرمائی ہو بدون مواظبت آنحضرت کے علاوہ اسکے بیس رکعت تراویح
پر تو مواظبت خلفای راشدین بھی متحقق نہین ہے کہ کسی روایت صحیح سے بیس رکعت
پڑھنا حضرت عمر اور حضرت علی رض اور حضرت عثمان کا ثابت نہین ہوا ہے فصیحیہ شرح
وقایہ الروایۃ مین شیخ ابن حجر سے منقول ہے کہ کہا ابن حجر نے لم اجدہ ای لم مواظبتہ
عن الخلفاء الراشدین یعنی نہین پایا ہے مین نے اوسکو یعنے مواظبتہ کو خلفای راشدین
سے بیس رکعت تراویح پر اور فتاوی قاضی خان مین ہے کہ قال مالک ان یصلی ستا وثلثین

رکعۃ سوی الوتر لما روی عن عمر و علی رضی اللہ عنہما انہما کانا یصلیان ستۃ وثلثین یعنی امام مالک
نے کہا کہ پڑھے تراویح پڑھنے والا چھتیس رکعت سوا وتر کے اس لیے کہ روایت کیا گیا ہے
حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کہ پڑھتے تھے یہ دونوں چھتیس رکعت باقی رہا یہ امر
کہ بعض کتب فقہ میں جو سنت ہونے تراویح کو بمقابلہ استحباب اصح لکھا ہے تو مراد وہاں مستحب سے
ماحبہ السلف ہے نہ وہ کہ سنت ہونا اوسکا آنحضرت کے فعل یا قول یا تقریر سے ثابت ہو لیکن
مواظبت اوسکی اوس نے نقلا نہ ہو پس مراد اصحاب ان کتب کی یہ ہے کہ اصح یہ ہے کہ تراویح سنت
آنحضرت ہے اس لیے کہ خود آنحضرت نے اسکو سنت فرمایا ہے حیث قال سننت لکم قیامہ
یعنی سنت کیا ہے مین نے تمہارے لیے قیام رمضان کو اور عبارت جواہر اخلاطی جو مندرج
تقریر ہے موید اسکی ہے اور چونکہ مستحب نماز تراویح کا بھی ایک معنی کر صحیح تھا اسلیے کہ مستحب
اوس سنت کو بھی کہتے ہیں کہ اوسپر آنحضرت نے نفلا مواظبت نفرمائی ہو لہذا اصحاب ان
کتب نے لفظ صحیح کا کہا یعنی جانب مخالف اوسکی صحیح ہے در مختار میں ہے ثم رایت

فی رسالۃ آداب المفتی اذا ذیلت روایۃ فی کتاب معتمد بالاصح او الاولی او الاوفق ونحوہا فلہ
ان یفتی بہا وبمخالفہا ایضا ایا شاء یعنی پھر دیکھا مین نے رسالہ آداب المفتی مین کہ جب ذیل
کیا جاوے کوئی روایت کسی کتاب معتمد مین ساتھ لفظ اصح کی یا اولی کے یا اوفق کے یا ساتھ
اسکے مانند کے تو جائز ہے مفتی کے لیے کہ فتوی دے ساتھ اوس روایت کے اور
ساتھ مخالف اوس روایت کے بھی جسکے ساتھ چاہے بالجملہ بیس رکعت تراویح کو مستحب
کہنا کسی کتاب کی کتب فقہ معتبرہ حنفیہ مین سے مخالف نہین ہے پس مولوی زین العابدین
مقتدای مولوی محمد فصیح غازی پوری نے در مختار سے نقل کیا ہے اوسمین نفس تراویح کو
سنت موکدہ کہا ہے اور عدد مختار تراویح کا بیس رکعت کو بیان کیا ہے اور رد المختار مین جو بیس رکعت
کا قول جمہور اور معمول ناس مشرق اور مغرب مین ہونا مرقوم ہے تو مراد اوس سے نفس عدد
بیس رکعت ہے نہ سنت موکدہ ہونا اس عدد کا اور وہ جو رد المختار مین ہے کہ سنت موکدہ

ہونا مروی ہی ابی حنیفہ سے تو قطع نظر اسکے کہ یہ روایت ہی ابی یوسف کی ابی حنیفہ سے
کہ نقل کیا ہے اسکو اسد بن عمر نے اور روایت حسن بن ابی حنیفہ سے سنت ہونا تراویح
کا بدون قید موکدہ کے ایا ہی تو محتمل ہے کہ اسد بن عمر نے سنت فہم سے لفظ موکدہ کو
بڑہایا ہو چنانچہ ہویدا اسکا ہی وہ جو جامع صغیر مین کہ کتب ظاہر الروایتہ سے ہے لفظ استحباب
اوسکو ذکر کیا ہی بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا اوس سے ثابت نہین ہوتا ہے اس لیے
کہ ابو یوسف نے دو باتون کا سوال امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے کیا تہا ایک اسکا کہ
تراویح سنت ہی یا نہین دوسری اسکا کہ حضرت عمر نے جو بیس رکعت پڑہنے کا حکم دیا تو
یہ اختراع اونکا ہی یا مستند سنت سے تو جواب امر پہلے کا امام نے یون دیا کہ تراویح
سنت موکدہ ہے اور جواب امر دوسرے کا امام نے یہ دیا کہ یہ اختراع حضرت عمر نہین ہے
بلکہ مستند سنت ہی سے ہے گو روایت اوسکی ہم تک نہین پہونچی ہے اور کافی کی عبارت
مین لفظ موکدہ کا نہین ہے اور فتاوی حجۃ مین جو بہ اجماع صحابہ اور عمل امت سنت موکدہ
ہونا تراویح کا مرقوم ہے سو اول اوسمین نفس تراویح کا سنت موکدہ ہونا مسطور ہے
نہ بیس رکعت تراویح کا دوسری سنت موکدہ ہولی باجماع صحابہ سے کیا مراد ہی اگر مراد
یہ ہے کہ سب صحابہ قایل اسکے ہین کہ تراویح سنت موکدہ ہے تو صریح البطلان ہے
اس لیے کہ ایک صحابی سے بہی سنت موکدہ کہنا تراویح کو منقول نہین ہے اور اگر مراد
یہ ہے کہ سب صحابہ نے تراویح کو پڑہا ہے تو پڑہنا سب صحابہ کا اور عمل امت کا اوسپر
دلیل استحباب ہے نہ دلیل سنت موکدہ ہونی کی اور پڑہنا بیس رکعت کا تو ہرگز سب
صحابہ سے ثابت نہین ہو سکتا ہے اور نہ ساری امت کا عمل اسپر ہے موطای امام
مالک اور سنن سعید بن منصور مین ہے کہ امر کیا عمر بن الخطاب نے ابی ابن کعب اور تمیم داری
کو گیارہ رکعت تراویح پڑہانیکا اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف مین روایت کیا ہے
کہ فرمایا حضرت عمر نے ابی ابن کعب اور سلیمان بن ابی حثمہ سے گیارہ رکعت تراویح

پڑہاپنکو اور اسیکو امام مالک نے اپنے نفس کے لیئے اختیار کیا ہی اور مختار اسنے بکر ابن
العربی المالکی بہی یہی ہے ایسا ہی عمدۃ القاری مین اور سعید بن منصور نے اپنے سنن
مین اور محمد بن نصر نے کتاب قیام اللیل مین سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ کہتے
تھے سائب بن یزید کہ تھے ہم پڑہتے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین رمضان مین تیرہ رکعت
یعنے اٹھہ رکعت تراویح کی اور پانچ رکعت وتر کی اور یہی مختار محمد بن اسحق ہی اور ابن عبد البر نے
استذکار مین اسود بن یزید سے کہ کبار فقہائ تابعین سے تھے روایت کیا ہے کہ پڑہتے
تھے اسود بن یزید چالیس رکعت تراویح کی اور سات رکعت وتر کی اور محمد بن نصر نے قیام اللیل
مین روایت کیا ہی امام مالک سے کہ کہا امام مالک نے کہ مستحب ہی تراویح پڑہنا لوگونکو رمضان
مین اڑتیس رکعت پہر سلام پہیری امام اور لوگ پہر وتر پڑہا دے امام لوگونکو ایک رکعت اور کہا
کہ یہی ہے عمل مدینہ مین جنید اور سو برس سے آج تک اور مشہور امام مالک سے چھتیس رکعت ہین
اور ابن وہب نے روایت کیا ہے نافع سے کہ کہا نافع نے کہ نہ پایا مین نے لوگونکو مگر
اوس حالت مین کہ وہ پڑہتے تھے تراویح کو انتالیس رکعت اور وتر پڑہتے تھے اونمین
سے ساتھ تین رکعت کے اور محمد بن نصر نے قیام اللیل مین روایت کیا ہے داود بن قیس
سے کہ صغار تابعین سے تھے کہا داود نے کہ پایا مین نے لوگون کو زمان امارت
ابان بن عثمان اور عمر بن عبد العزیز مین کہ پڑہتے تھے تراویح کو چھتیس رکعت اور وتر پڑہتے
تھے تین رکعت اور زرارہ بن اوفی قاضی بصرہ سے پڑہنا اٹہائیس رکعت کا مروی ہے اور
سعید بن المسیب سے کہ اکابر تابعین سے تھے چوبیس رکعت پڑہنا مروی ہی اور ابی مجلز
سے کہ تابعین مین سے تھے سولہ رکعت پڑہنا مروی ہے یہ سب روایات فتح الباری اور
عمدۃ القاری مین موجود ہین اور مقام حیرت ہی کہ مولوی عبد الرحمن صاحب صدر امین نے
دعوی کیا کہ تمام کتب فقہ مالا مال ہین کہ بیس رکعت سنت موکدہ ہین حالانکہ ایک کتاب فقہ کا بہی
نام نہ لیا کہ اوسمین بیس رکعت کو سنت موکدہ لکہا ہو چنانچہ اس دعوی کا پیرایہ راستی سے عاری

ہونا بلحاظ روایات کتب فقہ جو مندرج نقشہ ہین ظاہر ہی مولوی صاحب کو چاہئی کہ اس نارجہ حقی
ہیجا بسے توبہ کرین اور مولوی علی محمد عباسی سنے جو لکھا ہے کہ اکثر کتب سے یہی ثابت
ہوتا ہے کہ بیس رکعت سنت موکدہ ہین یہی کذب ہی اکثر کتب سے صرف سنت ہونا
تراویح کا معلوم ہوتا ہے نہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت تراویح کا اور ان مولوی صاحب نے
نقل عبارت فتح القدیر مین تحریف فرمائی ہی کہ لفظ موکدہ کا جو فتح القدیر مین نہ تہا اپنی طرف
سے عبارت فتح القدیر مین بڑہا دیا ہی اور مولوی شجاعت حسین اور مولوی سید
امیر علیشاہ صاحب سنے بیس رکعت کو جو سنت نبی کہا ہی اور فرمایا ہے کہ آنحضرت ص
نے بیس رکعت پڑہی ہین سو غلط ہی اور غنیہ سے جو نقل کیا تو اوسمین صلوۃ التراویح کا
سنت ہونا لکھا ہے نہ بیس رکعت تراویح کا اور دوسری فصل غنیہ مین جو مرقوم ہے
وہی عشرون رکعۃ تو مقصود اوس سے بیان قول مختار عند کے رکعات تراویح مین ہی یہ کہ تراویح
سنت نبی بیس رکعت ہی اور مولوی سراج الدین سنے جو کہا کہ بست رکعت مین حصر کیا
ہے سنت تراویح کو سب علمای اہل سنت وجماعت سنے صریح جہوٹہ ہے اور نہایت بیباکی
اس مقولہ کی بموجب ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور ابن نجیم صاحب بحر الرائق اور طحطاوی محشی
درمختار وغیرہم کا جنہون سنے کہ آٹہہ رکعت کو سنت کہا ہے اور امام مالک اور محمد بن اسحق اور
اسود بن یزید اور زرارہ بن اوفی اور ابی مجلز اور سعید بن جبیر اور سعید بن المسیب وغیرہم کا جنہون
نے عدد غیر بیس رکعت کو اختیار کیا ہی اہل سنت سے خارج ہونا لازم آتا ہی مولوی صاحب بیان
کرین کہ کسنی لکھا ہے کہ سب علماے اہل سنت وجماعت سنے سنت تراویح کو بیس
رکعت مین حصر کیا ہی اور جن کتابون کا کہ حوالہ دیا ہی اونمین یہ بات مذکور نہین ہے چنانچہ ترجمہ
صحیح بخاری شیخ الاسلام کو جو دیکہا تو اوسمین کہین نشان اسکا نہ ملا اور فتاوی ابراہیم شاہی مین
فتاوی حجہ سے تراویح کا سنت موکدہ ہونا نہ بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا باجماع
صحابہ منقول ہی اور کلام سوایت فتاوی حجت مین اوپر ہوچکا ہی اور علی ہذا القیاس حال ہی تفسیر عطایہ

اور شامیہ کا بالجملہ حوالہ ان مولوی صاحب کی سب جہوٹے ہین اگر مولوی صاحب خدا سے نہین
ڈرتے ہین تو خلق کی رسوائی سے تو ڈرین کہ اخر کو ایسا جہوٹھ ظاہر ہوجاتا ہے وہ یہ بات نہین
ہے کہ جو منہ مین آیا سو کہدیا جیسا کہ جامع مسجد مین منبر پر بیٹہکر فرماتی ہین کہ اشارہ جبرئیل ہین
اور مولوی فیض احمد صاحب نے جو لکہا کہ بیس رکعت کے سنت ہونے پر اجماع اہل
اسلام ہے شرفا و غربا اور بیس رکعت حرمین شریفین مین جاری اور رائج ہین اور کسی شخص
نے اہل اسلام سے اس امر مین آج تک خلاف نہین کیا اور مخالف اوسکا مبتدع ہے یہ
مولوی صاحب اس کلام مین مولوی سراج الدین صاحب سے بڑہ گئے کہ سب اہل اسلام
کا بیس رکعت کی سنت ہونے پر اجماع بیان کیا اب سنو کہ مراد سنت سی اگر سنت موکدہ ہی
تو امام نووی نے جو اتفاق علما تراویح کی استحباب پر بیان کیا ہی اوسمین مراد علما سے کیا غیر اہل
اسلام ہین اور اگر سنت غیر موکدہ ہے تو اسود بن یزید اور ابو مجلز اور سعید بن المسیب اور
سعید بن جبیر اور زرارہ بن اوفی اور محمد بن اسحق اور امام مالک وغیرہم تابعین اور تبع تابعین
سے کہ استحباب غیر بیس رکعت کا منقول ہے بزعم آپ کے اہل اسلام سے شاید
خارج ہونگے اور عمل اہل مدینہ کا اور قول اونکا اکتالیس رکعت پر ساتہہ وتر کے جو جامع ترمذی وغیرہ
مین منقول ہے دلالت کرتا ہی اسپر کہ مدینہ مین بیس رکعت جاری نہین ہین بہر حال ایسے
مفتیون کی شان مین وارد ہے کہ افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ان مفتیون کے حال پر
کچہ تعجب نہین ہے عجب ہی مستفتی سے کہ ایسے ہی لوگون سے فتوی لکہانا چاہا اور لائق
افتا ہونا انکا اہل علم سے نہ دریافت کیا ۔

روایات کتب اصول فقہ اور کتب فقہ معنی سنت اور اوسکی تقسیم مین طرف
سنت ہدی کے جسکو سنت موکدہ بہی کہتی ہین اور طرف سنت
زائدہ کے ۔

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	تقریر شرح تحریر	وفی فقہ الحنفیۃ ما واظب علیہ فعلہ مع ترک ما بلا عذر فما لواظب مع ترک ما بلا عذر لیلزم کونہ ای المواظب علیہ بلا وجوب اذ الواجب لا رخصۃ فی ترکہ بلا عذر ولا یخفی عدم شمولہ لجمیع المسنونات فما لم یواظب ای علی فعلہ مندوب ومستحب۔	اور یہ تعریف سنت کے فقہ حنفیہ مین ہی کہ سنت یعنی موکدہ وہی کہ مواظبت فرمائی آنحضرت نے اوسکے فعل پر ساتھہ کچھہ ترک کے بلا عذر یہی کہا فقہائے حنفیہ نے ساتھہ کچھہ ترک کو بلا عذر یعنی اس قید کو بڑہایا تاکہ لازم آئی ہونا اوسکا یعنی اوس فعل کا کہ جسپر مواظبت کی گیی ہی بدون واجب ہونے کے آپ کے لیے اسلیے کہ واجب نہین رخصت ہی اوسکے ترک مین بدون عذر کی اور نہین پوشیدہ ہی نہ شامل ہونا اس تعریف کا ساری سنتون کے لیے اور وہ چیز کہ نہین مواظبت فرمائی ہی آنحضرت نے اوسکے فعل پر وہ مندوب ہے اور مستحب۔
۲	کشف بزدوی	ذکر ابو الیسر واما السنن فکل نفل واظب علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ذکر کیا ہی ابو الیسر نے کہ امامہ اصولیین سے ہین اور ای پر سنت یعنی موکدہ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		مثل التشہد فی الصلوات و السنن الرواتب وحکمہا انہ یندب الی تحصیلہا ویلام علی ترکہا مع لحوق اثم یسیر وکل نفل لم یواظب علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل ترکہ فی حالة کالطہارة لکل صلوة وتکرار الغسل فی اعضاء الوضوء والترتیب فی الوضوء فانہ یندب الی تحصیلہ ولکن لا یلام علی ترکہ ولا یلحقہ بترکہ وزر	پس ہر نفل ہے کہ مواظبت فرمائی ہو اوسپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مانند تشہد کے نمازون مین اور سنتون راتبہ کے اور حکم اون سنتون کا یہ ہے کہ بلایا جاتا ہے طرف اوسکے حاصل کرنیکے اور ملامت کیجاتی ہے اوسکی چھوڑنی پر ساتھ لاحق ہونے تھوڑی سے گناہ کے اور جس نفل پر مواظبت نفرمائی ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ چھوڑ دیا ہو اوسکو کسی حالت مین مانند طہارت کے ہر نماز کے لیے اور مکرر دہونے کے اعضاء وضو مین اور ترتیب کی وضو مین پس تحقیق شان یہ ہے کہ بلایا جاتا ہے اوسکی چھوڑنے پر اور نہین لاحق ہوتا ہے اوسکو ساتھ اوسکی چھوڑنے کے بوجھ —
٣	صبح صادق شرح منار	وہی نوعان سنة الہدی وہی السنة التی واظب علیہ بجہتہ التعبد فاخذہا ہدی وترکہا ضلالة وزوائد	اور سنت دو قسم ہے سنت ہدی اور زائدہ پس سنت ہدی وہ ہے کہ مواظبت فرمائی ہو آنحضرت نے اوسپر بجہت عبادت ہونے کے پس لینا

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		وہی التی واظب علیہا من جہة الجبلیة الانسانیة لا من حیث التعبدیة وہی مندوبة —	اور اسکا ہدایت ہی اور چھوڑنا اوسکا گمراہی اور سنت زائدہ اور وہ وہ ہی کہ مواظبت فرمائی انحضرت نے اوسپر بجہت جبلت انسانیہ کے نہ حیثیت تعبدیہ سے اور وہ مندوب ہے —
۴	فتح الغفار شرح منار	السنن التی لیست بمؤکدة تارة یطلقون علیہا اسم السنة وتارة المستحب وتارة المندوب وقد فرق الفقہاء بین الثلثة فقالوا ما واظب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی فعلہ مع ترک ما بلا عذر سنة وما لم یواظبہ مستحب ان استوی فعلہ وترکہ ومندوب ان ترجح فعلہ علی ترکہ بان فعلہ مرة او مرتین والاصولیون لم یفرقوا بین المستحب والمندوب —	وہ سنتیں کہ نہیں ہیں موکدہ کبھی اطلاق کرتے ہیں اوسپر نام سنت کا اور کبھی مستحب اور کبھی مندوب اور تحقیق فرق کیا ہی فقہا نے درمیان ان تینوں کے پس فرمایا ہے فقہا نے جو چیز کہ مواظبت فرماویں نبی صلعم اوسکے فعل پر ساتھ کچھ ترک کے بلا عذر سنت ہے اور جسپر مواظبت نفرمائی ہو مستحب ہی اگر برابر ہو کرنا اوسکا اور نکرنا اوسکا مندوب ہی اگر راجح ہو کرنا اوسکا اوسکے نکرنے پر بایں طور کہ کیا ہو اوسکو ایکبار یا دو بار اور اصولیون نے نہیں فرق کیا ہی درمیان مستحب اور مندوب کے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۵	شرح الوقایۃ	السنۃ ما واظب علیہ النبی علیہ السلام مع الترک احیاناً فان کانت المواظبۃ علی سبیل العبادۃ فسنن الہدی وان کانت علی سبیل العادۃ فسنن الزوائد —	سنت وہ ہی کہ جسپر مواظبت فرمای ہو نبی علیہ السلام نے ساتہہ ترک کے بعض اوقات مین پس اگر ہو مواظبت بر سبیل عبادت پس سنن ہدی سے ہے اور اگر ہو مواظبت بر سبیل عادت پس سنن زوائد ہین —
۶	مبسوط	السنۃ سنتان اخذہا ہدی و ترکہا لاباس بہ کالسنۃ التی واظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنۃ اخذہا ہدی وترکہا ضلالۃ کالاذان والاقامۃ وصلوۃ العید —	سنت دو سنت ہین ایک سنت ہے کہ کہ اخذ اوسکا ہدایت ہی اور چہوڑنا اوسکا باس ہے ہی مانند اوس سنت کی کہ مواظبت ہمیشہ فرمائی ہی اوسپر رسول خدا صلعم نے اور دوسرے سنت سے ہے کہ اخذ اوسکا ہدایت ہے اور چہوڑنا اوسکا گمراہی مانند اذان اور اقامت اور عید کی نماز کے
۷	فتح القدیر	السنۃ ما واظبہ بنفسہ صلی اللہ علیہ وسلم	سنۃ وہ ہی کہ جسکی مواظبت فرمائی ہو آنحضرت صلعم نے ساتہہ اپنی نفس نفیس کے
۸	شرح فارسی خلاصہ کیلانی	وحکمہا الثواب بالفعل والعقاب بالترک فی الہدی وحکم سنت استحقاق ثواب سنت بکردن و استحقاق عذاب	اور حکم ثواب کا ہی ساتہہ کرنیکے اور حکم عقاب کا ہی ساتہ چہوڑنے کے سنت ہدی مین اور حکم سنت کا استحقاق ثواب

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		تا کردن بی عذر و این سنت هدی ست که عبارت از سنتی ست که مداومت حضرت پیغمبر علیه السلام بروی بقصد عبادت بوده باشد و عمل کردن با و تکمیل دین باشد مثل اذان و اقامت و جماعت و سنتهای که در پنج وقت نماز ست و این را سنت موکده نیز گویند و اصح باشد که سبب استحقاق ثواب بکردن سنت است که کردن او متابعت ست بحضرت علیه السلام و متابعت حضرت موجب ثواب ست و سبب استحقاق عقاب بترک سنت که ترک مخالفت است بحضرت علیه السلام و این موجب عقاب ست اما ترک سنتهای زوائد که عبارت از سنتهای است که مداومت حضرت علیه السلام برانها بقصد عبادت [illegible]	ساتھ کرنے کے اور استحقاق عذاب ہی ساتھ کرنے کے بدون عذر کے اور یہ سنت ہدی ہین ہر کہ عبارت اوس سنت سی ہر کہ مداومت حضرت پیغمبر علیہ الصلاۃ کی اوسپہ بقصد عبادت ہووی ہووی و عمل کرنا ساتھ اوسکی تکمیل دین ستے ہو مانند اذان اور اقامت اور جماعت اور سنتون کی کہ پانچ وقت نماز مین ہین اور اس سنت ہدی کو سنت موکدہ بھی کہتے اینا اصح ہو کہ سبب مستحق ہونے ثواب کا ساتھ کرنے سنت کے وہ ہے کہ کرنا اسکا متابعت ہی ساتھ حضرت علیہ السلام کے اور متابعت حضرت موجب ثواب ہی اور سبب استحقاق عقاب کا ساتھ ترک سنت کے وہ ہے کہ ترک مخالفت ہے ساتھ حضرت علیہ السلام کے اور موجب

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		آنحضرت بوده باشد وتارک ان معاتب نمی شود همچون دراز کردن قرارت در نماز وطول رکوع وسجود وخوردن ونوشیدن چیزی بدست راست وپای راست را پیش نهادن در وقت درآمدن در جای ومانند اینها که عمل کردن باینها مستحسن است اما ترک اینها عقابی نیست ۱۲	عقاب ہی بس آئی پر سنتون زوائد کے ترک مین کہ عبارت اون سنتون سے ہین کہ مداومت حضرت علیہ السلام کی اون پر بقصد عبادت نہوی ہو بلکہ بطور عادت شریف آنحضرت ہوں تارک اونکا معاتب نہین ہوتا ہے مانند دراز کرنی قرارت کے نماز مین اور درازی رکوع اور سجدے کی اور کہانا اور پینا کسی چیز کا ساتہ سیدہے ہاتہ کے اور سیدہے پاون کو آگی رکہنا وقت آنے کے کسی جگہ مین اور مانند انکے کہ عمل کرنا ساتہ انکے مستحسن ہے اور ساتہ انکے ترک کے عقاب نہین ہے ۱۲

روایات حدیث کہ پڑہنا آنحضرت صلعم اور صحابہ وغیرہم کا اٹھ رکعت تراویح کا
اوسنی ثابت ہی اور اقوال علما تائید مین اسکی اور روایات کتب فقہ کہ
جس مین اٹھ رکعت کا سنت ہونا مصرح ہی اور روایات شروح حدیث وغیرہ
جسمین عدم توقیت عدد تراویح مین مختار ہے ۱۲ ۱۲

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	صحیح بخارے	عن ابی سلمہ انہ سال عائشہ رضی اللہ عنہا کیف کان صلوۃ رسول اللہ فی رمضان قالت ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ —	روایت ہی ابی سلمہ سے کہ اونہون نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کیونکر تہی نماز رسولخدا کی رمضان مین کہا حضرت عائشہ نے نہ تہے آنحضرت زیادہ کرتے رمضان مین اور نہ غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر —
۲	صحیح ابن حبان	عن جابر رضی اللہ عنہ قال انہ صلی اللہ علیہ وسلم قام بہم فی رمضان فصلی ثمان رکعات واوتر ثم انتظروہ من القابلۃ فلم یخرج الیہم فاتوہ فقال خشیت ان یکتب علیکم —	روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہا جابر نے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑہی ساتہ صحابہ کے رمضان مین پس پڑہین آٹہ رکعتین اور وتر پہر انتظار کیا صحابہ نے آنحضرت کے شب آیندہ مین پس نہ نکلے آنحضرت طرف صحابہ کے پس آئی صحابہ آنحضرت صلعم کے پاس پس فرمایا آنحضرت نے کہ ڈرتا ہون اس سے کہ فرض کیجائی تمپر یعنی تراویح جماعت کے ساتہ —
۳	صحیح ابن خزیمہ	عن جابر رضی اللہ عنہ قال صلی بنا	روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر فلما کانت القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج الینا حتی اصبحنا —	کہا جابر نے کہ پڑھیں ہماری ساتھ رسول خدا صلعم نے رمضان میں آٹھ رکعتیں پھر وتر پڑھی جب ہوئے شب آیندہ جمع ہوئے ہم مسجد میں اور امیدوار تھے ہم کہ نکلیں آنحضرت طرف ہماری یہاں تک کہ صبح کی ہم نے —
۴	مصنف ابن ابی شیبہ	عن السائب بن یزید انہ قال قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وسلیمان بن ابی حثمہ ان یقوما للناس باحدی عشر رکعۃ —	روایت ہے سائب بن یزید سے کہ تحقیق سائب بن یزید نے کہا کہ کہا عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور سلیمان بن ابی حثمہ سے کہ تراویح پڑھاویں وہ دونوں لوگوں کو گیارہ رکعت —
۵	موطائے امام مالک	عن السائب بن یزید قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشر رکعۃ۔	روایت ہے سائب بن یزید سے کہا سائب بن یزید نے کہ امر کیا عمر بن خطاب نے ابی بن کعب و تمیم الداری کو کہ تراویح پڑھاویں وہ دونوں لوگوں کو گیارہ رکعت —
۶	سنن سعید بن منصور	ایضاً	ایضاً

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۷	سنن سعید بن منصور	حدثنا عبد الله بن محمد حدثني محمد بن يوسف سمعت السائب بن يزيد يقول كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب باحدى عشر ركعة —	بیان کیا ہمنے عبداللہ بن محمد نے کہا عبداللہ بن محمد نے کہ بیان کیا ہمسے محمد بن یوسف نے کہا محمد بن یوسف نے کہ سنا مین نے سائب بن یزید سے کہ کہتے تھے سائب بن یزید کہ تھے ہم تراویح پڑھتے زمانہ عمر بن الخطاب مین گیارہ رکعت
۸	قیام اللیل محمد بن نصر المروزی	حدثنا محمد بن اسحاق حدثني محمد بن يوسف عن جده السائب بن يزيد قال كنا نصلي في زمن عمر في رمضان ثلث عشرة	بیان کیا ہمسے محمد بن اسحق نے کہا کیا مجھے محمد بن یوسف نے کہ روایت کرتے تھے محمد بن یوسف اپنی دادا سائب بن یزید سے کہا سائب بن یزید نے کہتے تھے ہم نماز پڑھتے بیچ زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رمضان مین تیرہ رکعت یعنی آٹھ رکعت اوسمین تراویح کے ہوتے تھین اور پانچ رکعت وترکی —
۹	فتح الباری شرح صحیح بخاری سے	قال ابن اسحق وهذا اثبت ما سمعت في ذلك —	کہا ابن اسحق نے یہ اثبات تر[illegible] اون آثار مین کہ سنی مین نے اس باب [illegible]

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۰	فتح الباری	والعدد الاول موافق لحدیث عائشۃ المذکور بعد ہذا الحدیث فی الباب والثانی قریب منہ	اور عدد پہلا موافق ہی واسطے حدیث عائشہ کے کہ مذکور ہے بعد اس حدیث کے اسی باب میں اور ثانی قریب ہے اوس سے صرف وتر کا فرق ہے کہ اول مین وتر کے تین رکعت ہین اور ثانی مین وتر کی پانچ رکعت
۱۱	عمدۃ القاری	وقیل احدی عشرۃ رکعۃ وہو اختیار مالک لنفسہ واختارہ ابوبکر بن العربی	اور کہا گیا ہی کہ عدد مستحب تراویح باوتر مین گیارہ رکعت ہی اور یہی عدد ہی کہ اختیار کیا ہو اسکو مالک نے اپنی نفس کے لیے اور اختیار کیا ہی اسکو ابوبکر ابن العربی مالکی نے
۱۲	ماثبت بالسنۃ	وروی انہ کان بعض السلف فی عہد عمر بن عبد العزیز یصلون باحدی عشرۃ رکعۃ قصدا للتشبہ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	اور روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق شان یہ ہی کہ تہی بعض سلف عہد عمر بن عبد العزیز مین کہ زمانہ تابعین کا تہا نماز پڑہتی تہی ساتہہ گیارہ رکعت کے واسطے قصد تشبہ کے ساتہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۴	رسالہ التراویح سیوطی	قال ابن الجوزی من اصحابنا عن مالک انہ قال الذی جمع علیہ الناس عمر بن الخطاب احب الی وہو احدی عشر رکعۃ وہی صلوۃ رسول اللہ قیل لہ احدی عشر رکعۃ بالوتر قال نعم وثلث عشر قریب منہ قال ولا ادری من این احدث ہذا الرکوع الکثیر —	روایت کیا ہی ابن الجوزی نے کہ اصحاب ہمارے سے یعنی شافعیہ مین سے ہی امام مالک سے کہ تحقیق امام مالک نے فرمایا ہی کہ وہ عدد کہ جمع کیا ہی اوسپر لوگونکو عمر بن الخطاب نے محبوب تر ہے مجکو اور وہ گیارہ رکعت ہے اور وہی نماز رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہا گیا امام مالک سے کہ گیارہ رکعت سات وتر کے یعنی وتر بھی اونمین مینا داخل ہے فرمایا امام مالک نے کہ ہان وتر بھی اونہین مین داخل ہے اور تیرہ رکعت قریب اوس سے ہے کہ فرق صرف وتر کا ہی گیارہ مین تین رکعت وتر کی ہین اور تیرہ مین پانچ رکعت وتر کی اور فرمایا امام مالک نے اونہین جانتا ہون مین کہ کہان سے نکالی گئی ہین یہ رکعتین بہت —

ترجمہ	عبارت	نام کتاب	شمار
پس حاصل ہوا ان ساری سے کہ قیام رمضان جسکو تراویح کہتے ہین سنت اوسمین گیارہ رکعت ہین ساتھ وتر کے جماعت مین اوسکو کرنی اور اوسکے چھوڑنے سے ساتھ عذر کے فائدہ دیا ہے اسکا کہ اگر نہوتا خوف فرض ہوجانیکا البتہ مواظبت کرتا مین ساتھ اوسکے اور نہین ہی شک متحقق ہونے امن ہین اس سے ساتھ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ہونگی گیارہ رکعت سنت اور ہونا تراویح کا بیس رکعت سنت خلفای راشدین کی ہی اور قول علیہ السلام کا کہ لازم پکڑو تم سنت میری اور سنت خلفای راشدین کو بلانا ہی طرف انکی سنت کے اور نہین مستلزم ہی یہ اسکے ہونیکو سنت آپکی کہ سنت وہی ہے کہ جسکی مواظبت فرمائی ہو آپ نے بنفسہ مگر ساتھ	فتحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشرة بالوتر في جماعة فعله عليه السلام وتركه لعذر افاد انه لولا خشية ذالك لواظبت و لا شك في تحقق الامن من ذلك بوفاته صلى الله عليه وسلم فيكون سنة وكونها عشرين سنة الخلفاء الراشدين وقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين ندب الى سنتهم ولا يستلزم كون ذلك سنته اذ سنته بمواظبته بنفسه او الا لعذر وبتقدير عدم ذلك العذر انما استفدنا انه كان يواظب على ما وقع منه وهو ما ذكرنا فيكون العشرون مستحبا وذلك القدر منها هو السنة كالاربع بعد العشاء مستحبة وركعتان منها سنة وظاهر كلام المشايخ ان السنة	فتح القدير	۱۴

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		عشرون يقتضي الدليل ما قلنا فالأولى حينئذ هو عبارة القدوري من قوله مستحب —	عذر کے اور ساتھ تقدیر عدم اوس عذر کی سوا اسکے نہین حاصل کیا ہے شیخ نے کہ تحقیق آنحضرت نے مواظبت فرمائی اوس مقدار پر کہ واقع ہوا ہے آپ سے اور وہ گیارہ رکعت ہے ساتھ وتر کی جیسی ہوئی بیس رکعت مستحب اور اسکے اونمین سے کہ گیارہ رکعت ساتھ وتر کے ہین سنت مانند چار رکعت کے کہ بعد عشا کے مستحب ہین اور دو رکعتین اون چار مین سے سنت ہین اور ظاہر کلام مشائخ کا یہ ہے کہ سنت بیس رکعت ہین اور چاہتی ہے دلیل اوس چیز کو کہ کہا ہمنے بیان ولی اسوقت مین وہ ہے کہ عبارت قدوری کی ہے اوسکا قول مستحب —
۱۵	بحر رائق	وقوله عشرون ركعة بيان لكميتها وهو قول الجمهور لما في الموطا عن يزيد	اور قول کنز والے کا بیس رکعت بیان ہے واسطے کمیت اور عدد رکعات

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلث وعشرین رکعۃ وعلیہ عمل الناس الیوم شرقا وغربا لکن ذکر المحقق فی فتح القدیر ما حاصلہ ان الدلیل یقتضی ان تکون السنۃ من العشرین ما فعلہ صلی اللہ علیہ و سلم منہا ثم ترکہ خشیۃ ان یکتب علینا والباقی مستحبا وقد ثبت ان ذلک کان احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ فاذا یکون المسنون علی اصول مشایخنا ثمانیۃ منہا والمستحب اثنا عشر رکعۃ	تراویح کی اور یہی قول جمہور کا ہے اوسکے عدد مستحب مین جو بیان کیا امام کی کہ موطا مین ہے یزید بن رومان سے کہ کہا یزید بن رومان نے کہ تھے لوگ تراویح پڑہتے تھے زمانہ عمر بن الخطاب مین تئیس رکعت اور اسی پر ہے عمل لوگوں کا آج مشرق اور مغرب مین لیکن ذکر کیا ہے محقق نے فتح القدیر مین کہ جسکا حاصل یہ ہے کہ دلیل چاہتی ہے اسکو کہ ہو سنت بیس رکعت مین سے اوسیقدر کہ کیا ہی اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت مین سے پہر چھوڑ دیا ہے اوسکو بسبب خوف فرض ہونے کے ہم پر اور ہونا باقی بیس رکعت مین سے مستحب اور تحقیق ثابت ہوا ہے کہ تحقیق وہ تعداد رکعات کی ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			اور اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہا گیارہ رکعت ساتہ وتر کے جیسا کہ ثابت ہوا ہی صحیحین مین حدیث عائشہ سے پس اسوقت مین ہونگے مسنون ہمارے مشایخ کے اصول پر آٹہہ رکعت اور مستحب گیارہ رکعت تراویح کی۔
۱۶	طحطاوی	قولہ التراویح سنۃ موکدۃ	قول صاحب در مختار کا تراویح سنت موکدہ ہے
		ذکر فی فتح القدیر ما حاصلہ ان الدلیل یقتضی ان یکون السنۃ من العشرین ما فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا ثم ترکہ خشیۃ ان یکتب علینا والباقی مستحبا وقد ثبت ان ذلک کانت احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا فاذا یکون المسنون علی اصول مشایخنا ثمانیۃ	مذکور ہے فتح القدیر مین کہ جسکا حاصل یہ ہی کہ دلیل مقتضی ہے کہ ہوں سنت بیس رکعتوں مین سے اوس مقدار کہ کیا ہے اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت مین سے پہر چہوڑ دیا ہے اوسکو بسبب خوف فرض ہو جانے کے ہم پر اور ہوں باقی مستحب اور تحقیق ثابت ہوا ہے کہ وہ مقدار کہ کیا

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		منها والمستحب اثنی عشرة ۔	اوسکو آنحضرتؐ نے تہین گیارہ رکعت ساتھ وتر کے جیسا کہ ثابت ہوا ہے صحیحین مین حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے پس اسوقت مین ہونگے مسنون ہمارے مشایخ کے اصول پر آٹھ رکعت بیس رکعت مین سے اور مستحب بارہ رکعت
١٧	امداد الفتاح	قال الکمال کونها عشرین رکعة سنة الخلفاء الراشدین والذی فعله النبی صلعم بالجماعة احدی عشرة بالوتر وما روی انه صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر فضعیف انتهی بشرحه الی نقل ما قاله فی العنایة روی انه صلی الله علیه وسلم خرج لیلة من لیالی رمضان فصلی عشرین رکعة ۔	کہا کمال الدین ابن ہمام نے کہ ہونا تراویح کا بیس رکعت سنت خلفای راشدین سے ہے اور وہ کہ کیا ہے اوسکو نبی صلعم نے ساتھ جماعت کے گیارہ رکعت مین ساتھ وتر کے اور وہ جو مروی ہی کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے پڑھی رمضان مین بیس رکعت سوا وتر کے پس ضعیف ہی آخر ہوا کلام کمال الدین

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			ابن ہمام کا اشارہ کرتا ہے ابن ہمام ساتھ روی سکے طرف قول اوسکے سکے کہ کہا ہی اوسکو صاحب عنایہ نے عنایہ مین کہ روایت کیا گیا ہی کہ تحقیق رسول صلعم نکلے ایک رات مین بیچ رمضان مین سے پس پڑہین آپ نے بیس رکعت ـ
۱۸	نفحات رشیدیہ	واختلفوا فی عدد رکعاتہا التی یقوم بہا الناس فی رمضان لا المختار منہا اولا النص فیہا فاختار بعضہم عشرین رکعۃ سوی الوتر واستحسن بعضہم ستا وثلثین رکعۃ والوتر ثلث رکعات وہو الامر القدیم الذی کان علیہ الصدر الاول والذی اقول بہ فی ذلک ان لا توقیت فیہ فان کان لا بد من الاقتداء فالاقتداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک	اور مختلف ہوئے ہین علما عدد رکعات تراویح میں کہ پڑہا تے تھے آنحضرت ساتھہ اوسکے لوگون کو رمضان میں کہ کما مختار ہے او ہمین سے اسلئے کہ نہین نص ہے رکعات تراویح مین پس اختیار کیا ہے بعض علما نے بیس رکعت کو سوا وتر کے او مستحسن جانا ہے بعض علما نے چہتیس رکعت کو اور وتر کو تین رکعت علاوہ چہتیس رکعت

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		فانہ ثبت منہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ما زاد علی احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر شیئا لا فی رمضان ولا فی غیرہ الا انہ کان یطولہا فہذا ہو الذی اختارہ لجمع بین قیام رمضان والاقتداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ —	کی اور یہی امر قدیم سبب کہ تھے اس لیے حد اول اور وہ جو کہتا ہوں میں اوسکو امین یہ ہے کہ نہیں توقیت اور تعیین سبب اوسکے عدد رکعات میں پس اگر ہو کہ ضرور یہی اقتدا ہیں اقتدا ہی ساتھ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امین اسلیے کہ شان یہ ہے کہ ثابت ہوا آنحضرت صلعم سے کہ تحقیق آنحضرت نے نہیں زیادہ کیا سب گیارہ رکعت پر ساتھ وتر کے کچھ نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں مگر تحقیق آنحضرت صلعم تھے کہ دراز کرتے تھے اون گیارہ رکعت کو پس وہی کا اختیار کرتا ہوں میں اسکو بسبب جمع کر درمیان قیام رمضان اور اقتدا کی ساتھ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا اللہ تعالی نے البتہ ہے واسطے تمہارے رسول اللہ میں تابعداری نیک —

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۹	مرقات شرح مشکوہ	اعلم انہ لم یوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التراویح عددا معینا بل لا یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعۃ لکن کان یطیل الرکعات فلما جمع عمر علی ابی کان یصلی بہم عشرین رکعۃ ثم یوتر بثلث وکان یخفف القراءۃ بقدر ما زاد من الرکعات وکان طائفۃ من السلف یقومون باربعین رکعۃ ویوترون بسبع واخرون بست وثلثین ویوترون بثلث وہذا کلہ حسن ۔	جانو تحقیق شان یہ ہے کہ نہین مقرر فرمایا رسولخدا صلعم نے تراویح مین کوئی عدد معین بلکہ نہین زیادہ فرماتے تھے رسول خدا صلعم رمضان مین اور غیر رمضان مین گیارہ رکعت پر لیکن تھے طول کر دیتے تھے رکعات کو پس جبکہ جمع کیا لوگونکو عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب پر کرتے ابی بن کعب پڑہاتے تھے لوگون کو بیس رکعت پھر وتر پڑہتے تھے ساتھ تین رکعت کے اور تھے ابی بن کعب کم کرتے تھے قرارت کو بقدر اسکی کہ زائد ہوئی ہین رکعات سے پس تھا ایک طائفہ سلف مین سے کہ تراویح پڑہتے تھے ساتھ چالیس رکعت کے اور وتر پڑہتے تھے ساتھ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			تین رکعت کے اور تھا دوسرا گروہ سلف میں سے کہ تراویح پڑھتے تھے چھتیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین رکعت کے اور یہ سبب انہی گیارہ رکعت پڑھنا ساتھ وتر کے بطول قراءت اور بیس رکعت پڑھنا بہر وتر پڑھنا تین رکعت بتخفیف قراءت کے تھا
۲۰	نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار	والحاصل الذی دلت علیہ احادیث الباب وما یشابہہا ہو مشروعیۃ القیام فی رمضان والصلوٰۃ فیہ جماعۃ وفرادی وقصر الصلوٰۃ المسماۃ بالتراویح علی عدد معین وتخصیصہا بقراءۃ مخصوصۃ لم ترد بہ سنۃ	اور وہ حاصل کہ دلالت کیا ہے اوپر اس کے احادیث باب اور اور جو کہ مشابہ ہے ان کے سو مشروع ہونا قیام کا ہے رمضان میں اور نماز بھی اوسی رمضان میں جماعۃ اور تنہا بھی اور قصر نماز کہ مسمی ہے تراویح کا عدد معین اور تخصیص کرنا ساتھ قراءت مخصوصہ کے نہیں آئی ہے وارد ہونی سے ساتھ اوسکی سنت
۲۱	شرح منہاج سبکی	ہذا امر سہل الخلاف فیہ فان ذلک من النوافل فمن شاء اقل ومن شاء	یہ یعنی تعداد رکعات تراویح سہل ہے خلاف اسمیں اسلیے کہ تراویح نوافل کی

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		شاء صلی اکثر و لعلہم فی وقت اجازوا تطویل القیام علی عدد الرکعات فیفعلوا احدی عشرہ و فی وقت اجازوا تکثیر عدد الرکعات فیفعلوا عشرین	سے ہو جو شخص چاہے پڑھے تھوڑے رکعتیں وسکی اور جو شخص چاہے پڑھے بہت رکعتیں اوسکی اور شاید کہ اونھون نے ایک وقت مین اجازت دی ہو دراز کرنے قیام سکے عدد رکعات پر پس گیا نا ہوا وسکا گیارہ رکعت اور ایک وقت مین اجازت دی ہو تکثیر عدد رکعات کی پس گردانا ہوا وسکو بیس رکعت

روایات کتب فقہ و حدیث و رجال کہ اونمین ضعف اوس حدیث کا بیان ہے کہ جسمین بیس رکعت تراویح کا پڑھنا آنحضرت سے مذکور ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	فتح القدیر	واما رواہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ والطبرانی وعند البیہقی من حدیث ابن عباس انہ صلی اللہ	اور یہ جو روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اور طبرانی نے بیہقی سے حدیث

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعتہ سوی الوتر فضعیف بابی شیبہ ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبہ متفق علی ضعفہ مع مخالفتہ للصحیح	ابن عباس سے کہ آنحضرت صلعم پڑھتے تھے رمضان میں بیس رکعت سوای وتر کی سو ضعیف ہے بسبب ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان جد امام ابی بکر بن ابی شیبہ کے کہ ایک راوی اسکا ہے کہ اتفاق کیا گیا ہے اوسکے ضعیف ہونے پر باوجود مخالف ہونے اس حدیث کے حدیث صحیح سے۔
۲	فتح المنان	ولم یثبت روایۃ عشرین رکعتہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ہو المتعارف الان الا فی روایۃ ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعتہ والوتر قالوا اسنادہ ضعیف وقد عارضہ حدیث عائشۃ وکانت اعلم بحال النبی صلعم من غیرہا	اور نہیں ثابت ہوئی ہے روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ وہ متعارف ہے اب مگر روایت ابن ابی شیبہ میں حدیث ابن عباس سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان میں بیس رکعت اور وتر کہا ہے محدثین نے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			کہ اسناد اس حدیث کے ضعیف اور تحقیق معارض اسکے ہے حدیث حضرت عائشہ رض سے کہ اور وہ صحیح ہے اور تحقیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اعلم ساتھ حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنسبت اپنے غیر کے ۔
۳	تخریج الرافعی لابن حجر العسقلانی	اخرج البیہقی عن ابن عباس کان یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعۃ عشرین رکعۃ والوتر قال انہ تفرد بہ ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان وہو ضعیف	لایا ہے بیہقی ابن عباس سے کہ تھے یعنی آنحضرت نماز پڑھتے تھے مہینہ رمضان میں بدون جماعت کے بیس رکعت اور وتر کہا بیہقی نے کہ متفرد ہوا ہے ساتھ اسکے ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان اور وہ ضعیف ہے ۔
۴	نیل الاوطار للشوکانی	بشرح ایضاً	بترجمہ ایضاً
۵	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی	فان قلت روی ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی	سو اگر کہے تو کہ روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے حدیث ابن عباس سے کہ تھے رسول خدا

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		في رمضان عشرين ركعة والوتر قلت تمام الحديث رواه ايضا ابو القاسم البغوي في معجم الصحابة قال حدثنا منصور بن ابي مزاحم حدثنا ابو شيبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس الحديث وابو شيبة هو ابراهيم بن عثمان العبسي الكوفي قاضي واسط جد ابي بكر بن ابي شيبة كذبه شعبة وضعفه احمد وابن معين والبخاري والنسائي وغيرهم واورد له ابن عدي هذا الحديث في الكامل في مناكيره	کہ پڑہتے تہے رمضان میں بیس رکعت اور وتر کہونگا میں یہ حدیث روایت کیا ہے اسکو ابوالقاسم البغوی نے معجم الصحابہ میں کہا البغوی نے کہ بیان کیا ہمسے منصور بن ابی مزاحم نے کہ کہا منصور نے کہ بیان کیا ہمسے ابو شیبہ نے حکم سے اور حکم نے مقسم سے اور مقسم نے ابن عباس سے اس حدیث کو اور ابو شیبہ وہ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی قاضی واسط جد ابی بکر بن ابی شیبہ کا ہے کاذب کہا ہے اوسکو شعبہ نے اور ضعیف کہا ہے اوسکو احمد اور ابن معین اور بخاری اور نسائی وغیرہم نے اور لایا ہے اوس سے ابن عدی اس حدیث کو کامل میں بیچ مناکیر کے
۹	متوسط الازدی	واما ما نقل عنه صلى الله عليه وسلم انه صلى في الليلتين خرج فيهما عشرين ركعة فهو منكر	اور رای پر وہ جو نقل کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے پڑہین تتین ان

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			ہو ورا توں مین کر سکتے تھے اور بیس رکعت پڑھنا منکر ہے ۔
•	خادم للزرکشی	دعوی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بہم فی تلک اللیلۃ عشرین رکعۃ لم یصح	دعوی اسکا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھین ساتھ صحابہ کے اوس رات مین بیس رکعت نہین صحیح ہے ۔
•	تہذیب الکمال لابی الحجاج المزی	ابو شیبۃ ابراہیم بن عثمان لہ مناکیر منہا حدیث انہ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر قال وقد ضعفہ احمد ابن معین والبخاری والنسائی و ابو حاتم الرازی وابن عدی وابو داؤد والترمذی وابو الاحوص بن الفضل الملائی وقال الترمذی فیہ منکر الحدیث وقال الجرجانی ساقط وقال ابو علی النیشاپوری لیس بالقوی وقال صالح بن محمد البغدادی ضعیف لا یکتب حدیثہ وقال معاذ العنبری کتبت الی شعبۃ	ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان اوس سے مناکیر مین روایتین منکرہ مین سے یہ حدیث ہے کہ تحقیق آنحضرت ؐ تھے پڑھتے رمضان مین بیس رکعت اور وتر کہا ابو الحجاج مزی نے اور تحقیق ضعیف کہا ہی اوسکو احمد اور ابن معین اور بخاری اور نسائی اور ابو حاتم رازی اور ابن عدی اور ابو داؤد اور ترمذی ابو الاحوص بن الفضل الملائی نے اور کہا ترمذی نے کہ اسکی حدیث مین منکر الحدیث ہے اور کہا جرجانی

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		اسال عنہ اا روی عنہ فقال لا ترو عنہ فانہ رجل مذموم۔	نے کہ ساقط الحدیث ہے اور کہا ابو علی النیشاپوری نے کہ قوی نہیں ہے اور کہا صالح بن محمد البغدادی نے کہ ضعیف ہے نہیں لکھے جاتے ہیں حدیث اوسکی اور کہا معاذ عنبری نے کہ لکھا میں نے طرف شعبہ کے کہ پوچھتا تھا میں شعبہ سے کہ آیا روایت کروں میں ابراہیم ابی شیبہ سے پس کہا شعبہ نے کہ نہ روایت کر تو اوس سے پس تحقیق وہ مرد برا ہے۔
۵	میزان الاعتدال للذہبی	فی ترجمہ ابراہیم بن عثمان ابی شیبہ کذبہ شعبہ ثم قال روی عثمان الدارمی عن ابن معین لیس بثقۃ وقال احمد ضعیف وقال البخاری سکتوا عنہ وقال النسائی متروک الحدیث ومن مناکیر ابی شیبہ ما روی البغوی	ترجمہ ابراہیم بن عثمان ابی شیبہ میں ہے کہ کاذب کہا ہے اوسکو شعبہ نے یہ کہا ذہبی نے کہ روایت کیا ہے عثمان دارمی نے ابن معین سے کہ نہیں ہے ابراہیم ثقہ اور کہا احمد نے کہ ضعیف ہے اور کہا بخاری نے کہ سکوت کیا ہے ناقدین

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		حدثنا منصور بن ابی مزاحم حدثنا ابو شیبة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر۔	رجال نے اس سے اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہے اور بنا کیا ابی شیبہ سے بہ وجوہ روایت کیا ہے بغوی نے کہ حدیث کہا ہم سے منصور بن ابی مزاحم نے کہ کہا منصور نے کہ حدیث کیا ہم سے ابو شیبہ نے حکم سے اور حکم نے مقسم سے اور مقسم نے ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ پڑھتے تھے شہر رمضان میں بغیر جماعت بیس رکعت اور وتر۔
۱۰	تدریب الراوی شرح تقریب النواوی	البخاری یطلق فیہ نظر و سکتوا عنہ فیمن ترکوا حدیثہ	بخاری اطلاق کرتا ہے لفظ فیہ نظر کا اور لفظ سکتوا عنہ کا اس راویوں کہ جن سے محدثین نے ترک کیا ہے حدیث کو۔

روایات ذیل میں تصحیح ہی کہ اتفاق و اجماع سے ہے

تراویح کی مستحب ہونے پر

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۱	شرح صحیح مسلم للنووی	والمراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح واتفق العلماء علی استحبابها	اور مراد ساتھ قیام رمضان کے نماز تراویح ہے اور متفق ہوئے ہیں علماء نماز تراویح کی مستحب ہونے پر
۱۲	شرح صحیح البخاری للکرمانی	والمراد بالقیام فی رمضان اداء التراویح واتفقوا علی استحبابها	اور مراد ساتھ قیام کے رمضان میں ادا تراویح ہے اور متفق ہوئے ہیں علماء مستحب ہونے تراویح کے
۱۳	شرح جامع ترمذی لابی الطیب سندھی	واجمعت الامۃ علی ان قیام رمضان لیس بواجب بل ہو مندوب	اور اجماع کیا ہے امت نے اس پر کہ قیام رمضان یعنی نماز تراویح واجب نہیں ہے بلکہ مندوب یعنی مستحب ہے

روایات ذیل میں بیان اختلاف مشائخ در تراویح کی مستحب و سنت ہونے میں لیکن بعض میں صحیح ہونا سنت کا مذکور ہے اور بعض میں اثبات سنت کا منظور کیا ہو

بعض مین عبارت اصح ہونی سنت پر مرقوم ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	ینابیع شرح قدوری	اختلف المشایخ فی التراویح قال بعضهم هی نفل وقال بعضهم هی سنة وهی روایة الحسن عن ابی حنیفة وهو الاصح ۔	مختلف ہین مشایخ تراویح مین کہا بعض مشایخ نے کہ تراویح نفل ہے اور کہا بعض مشایخ نے کہ تراویح سنت ہے اور یہ روایت حسن کی ہی ابی حنیفہ سے اور یہی اصح ہے ۔
۲	خلاصة الفتاوی	اعلم ان المشایخ اختلفوا فی کون التراویح سنة لقطع الاختلاف بروایة الحسن عن ابی حنیفة انها سنة ۔	جانتو کہ مشایخ مختلف ہوئے ہین تراویح کے سنت ہونے مین اور جاتا رہا ہے اختلاف ساتھ روایت حسن کے ابی حنیفہ سے کہ تراویح سنت ہے ۔
۳	فتاوی عالمگیری	نفس التراویح سنة علی الاعیان عندنا کما روی الحسن عن ابی حنیفة وقیل مستحب والاول اصح	نفس تراویح سنت علی الاعیان ہے نزدیک ہمارے جیسا کہ روایت کیا ہے حسن نے ابی حنیفہ سے اور کہا گیا ہے کہ مستحب ہے اور اول اصح ہے ۔

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۴	شرح کنز للزیلعی	الکلام فی التراویح فی مواضع الاول فی صفتها وهی سنة عندنا رواه الحسن عن ابی حنیفة وقیل مستحب والاول اصح لانها واظب علیها الخلفاء الراشدون۔	کلام تراویح مین چند جگہون مین سب سے پہلے کلام اوسکی صفت مین اور وہ سنت ہے نزدیک ہمارے روایت کیا ہے اسکو حسن نے ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے اور کہا گیا ہے کہ مستحب ہے اور اول اصح ہے اسلیے کہ تراویح مواظبت فرمائی ہے اوسپر خلفاے راشدین نے۔
۵	مستخلص شرح کنز	اعلم ان التراویح سنة وذکر فی الجامع الصغیر بلفظ الاستحباب والاصح انها سنة۔	جانتو کہ تراویح سنت ہی اور ذکر جامع صغیر مین بلفظ استحباب ہے اور اصح یہ ہے کہ تراویح سنت ہی
۶	ماثبت بالسنة	اعلم قد اختلف العلماء فی التراویح ان تسمی سنة فقال بعضهم لا بل هی من النوافل وتسمی مستحبا وقال بعضهم تسمی سنة وهو الاصح	جانتو تحقیق مختلف ہوے ہین علما تراویح مین کہ نام رکھی جاوے سنت سو کہا بعض علما نے کہ نہ نام رکھی جاوی سنت بلکہ وہ نوافل سے ہے اور نام رکھی جاوے مستحب اور کہا بعض علما نے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			کہ نماز کبھی جماعت سے سنت اور وہی اصح ہے ۔
۴	در البحر ۔	یستحب عشرون وادائها بالجماعة افضل على الاصح ۔	مستحب ہیں بیس رکعت تراویح کی اور ادا کرنا ساتھ جماعت کے افضل ہے اور یہ قول اصح ہے ۔
۵	شرح صحیح البخاری للعینی	وقد اختلف العلماء فی العدد المستحب فی قیام رمضان علی اقوال کثیرة وقیل احدی [illegible] الی ان قال وقیل عشرون	اور مختلف ہوئے ہیں علماء عدد مستحب میں بیچ قیام رمضان یعنی تراویح کے اور بہت قول ان کے [illegible] کہا گیا ہے کہ عدد مستحب تراویح کا اکتالیس رکعت ہے یہاں تک کہا عینی نے اور کہا گیا ہے کہ عدد مستحب تراویح کا بیس رکعت ہے ۔
۶	نصیبیہ شرح وقایۃ الروایۃ	وقول الهداية والاصح انها سنة ای نفس التراويح فافهم قال ابن حجر لم اجده ای المواظبة عن الخلفاء الراشدين فما فى الهداية ايضا منظور فيه ۔	اور قول ہدایہ کا اور اصح یہ ہے کہ تراویح سنت ہے ای نفس تراویح پس سمجھ تو ای مخاطب کہا شیخ ابن حجر نے نہیں پایا ہے میں نے ای مواظبت کو خلفای راشدین سے پس وہ جو ہدایہ میں ہے نظر کی گئی ہے

روایات ذیل میں سنت ہونا تراویح یا بیس رکعت تراویح کا بدون قید گیارہ کی مسطور ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	وقایۃ الروایۃ	سن التراویح عشرون رکعۃ	مسنون ہیں تراویح بیس رکعت
۲	مختصر الوقایہ	سن التراویح	مسنون ہیں تراویح
۳	کنز الدقائق	سن فی رمضان عشرون رکعۃ	مسنون ہے رمضان میں بیس رکعت ۔
۴	کافی	سن فی رمضان عشرون رکعۃ	مسنون ہیں رمضان میں بیس رکعت
۵	تنویر الابصار	التراویح سنۃ	تراویح سنت ہے
۶	نور الایضاح	التراویح سنۃ للرجال والنساء	تراویح سنت ہیں مردوں اور عورتوں کے لیے ۔
۷	منافع	نفس التراویح سنۃ واداؤہا بالجماعۃ مستحب ۔	نفس تراویح سنت ہے اور ادا اوسکا ساتھ جماعت کے مستحب ہے
۸	ارکان اربعہ	صلوۃ التراویح فی رمضان نوع من صلوۃ اللیل وہی سنۃ علینا ۔	نماز تراویح رمضان میں ایک قسم سے نماز تہجد سے اور وہ سنت ہے ہم پر
۹	جواہر اخلاطی	وہی سنۃ رسول اللہ وقیل ہی سنۃ عمر والاول اصح ۔	اور تراویح سنت رسول اللہ ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ سنت عمر کی ہے اور اول صحیح ہے ۔

ترجمہ	عبارت	نام کتاب	شمار
تراویح کہا جاتا ہی اسکو سنت عمر رضی اللہ عنہ کی اسلیے کہ حضرت عمرؓ نے مواظبت فرمائی ہے اوسپر اور سنت رسول اللہؐ کی وہ ہے کہ مواظبت فرمائی ہو اوسپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے	التراویح یقال لہا سنۃ عمرؓ لان عمر رضی اللہ عنہ واظب علیہا وسنۃ رسول اللہ ما واظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	محیط برہانی	۱۰

توضیح مقام بہ تنقیح مرام یہ ہے کہ راقم پڑہنے تراویح کو سنت جانتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اوسپر بہت رغبت دلائی ہے اور ارشاد کیا کہ سننت لکم قیامہ یعنی سنت کیا ہے مین نے تمہارے لیے قیام رمضان کا اور فرمایا کہ روزہ رکہنے والا رمضان کا اور پڑہنے والا تراویح کا از روی تصدیق اور طلب ثواب کے گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ اوس دن پاک تہا کہ اوسکی ماں نے اوسکو جنا تہا اور بیس رکعت کو عمدہ مستحبات سے سمجہتا ہے چنانچہ خود بہی بیس ہی رکعت پڑہتا ہی لیکن اٹھہ رکعت پڑہنے والیکو کہ بقصد تشبہ اور اقتفای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑہتا ہے ملام نہین جانتا ہے بلکہ بموجب آیت کریمہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ بالخصوص اوس وقت مین کہ لوگ اٹھہ رکعت پڑہنی والے پر ملامت کرتے ہون ماجور بر اجر اتباع سنت اور مثاب ثواب احیای سنت جانتا ہی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھہ ہی رکعت کا پڑہنا ثابت ہی اور حضرت عمر نے ابی ابن کعب اور تمیم داری اور سایان بن ابی حثمہ کو گیارہ رکعت پڑہنے پر مامور فرمایا ہے کہ اٹھہ رکعت اونمین تراویح کی اور تین رکعت وتر کے تہی اور یہی زمان عمرؓ مین پڑہنا

پڑہوگا گیارہ رکعت کو بہ تفصیل مذکور تحقیق ہی اور بعض سلف عہد عمر بن عبد العزیز مین بہی ایسی ہے
پڑہتی تہی تو ملامت آٹہہ رکعت پڑہنے پر کیونکر ہو سکتی ہے اور اجماع حصر تراویح پر بیس رکعت مین
کیونکر ہو سکتا ہی مقصود اس تحریر سے صرف رد ہی اونکے کلام کا جو ملامت کرتے ہین آٹہہ رکعت کے پڑہنے
والے پر اور کہتے ہین کہ سب کتب فقہ مالامال ہین اس سے کہ بیس رکعت تراویح سنت موکدہ
ہین کہ یہ ملامت اونکی بے محل ہے او منجر ہوتی ہے حضرت عمرؓ اور صحابہؓ اور سلف پر اور
یہ قول اونکا کذب صریح ہے اسلیئے کہ متون اور شروح جمہور مین سنت موکدہ ہونا اوسکا مذکور
نہین ہے بلکہ بعض کتب مین اجماع مستحب ہونے تراویح پر مسطور ہے اور اسکا بلا انکار ہین
ہے کہ کسی کتاب فقہ مین تراویح کا سنت موکدہ ہونا مرقوم نہین ہے مطلب ہمارا یہ ہے کہ جسنے
بیس رکعت تراویح کو سنت موکدہ لکہا ہے اوسکا کلام موافق اصول حنفیہ نہین ہے اور مقتضائے
دلیل اوسکا خلاف ہے پس فتوی دینا کسی مذہب والے کو اوس روایت کہ موافق اوس مذہب کے
اصول کے نہو اور مقتضائے دلیل اوسکا خلاف ہو بیجا ہے اور جمہور فقہائے حنفیہ کے کلام مین کہ صرف
سنت ہونا مرقوم ہے اوسکو محمول سنت غیر موکدہ پر کرنا چاہیئے تاکہ روایات موافق اصول اور
ادلہ کے ہو جائین ظاہرا قائل ہونا ساتہ سنت موکدہ ہونیکے ناشی غلط فہمی کسی ایک شخص
کی ہے اور دون نے سنکے تامل بدون دلیل کے اقتدا اوسکا کرلیا ہے واللہ اعلم بہر حال
مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری اور مولوی عبد الرحمن صاحب صدر امین کو
واضح ہو کہ جواب اس رسالہ کا صرف لکہدینے روایات سنت موکدہ ہونے تراویح
سے نہوگا جب تک کہ سنت موکدہ ہونی بیس رکعت کو دلیل
سے ثابت نکرین اور جو اعتراضات کہ
استفتاء التراویح پر وارد ہین
اونکو دفع نکرین
تمام

باب دوم در بیان ہفوات استفسار التراویح

وہفوات مولوی زین العابدین

قولہ ص۳ پڑہنا تراویح کا سنت مؤکدہ ہی اور تعداد اوسکی بقول صحیح بیس رکعت ہی **اقول** سنت مؤکدہ
ہونا تراویح کا مخدوش ہے اسلیے کہ تراویح آنحضرت کی نماز تہجد جسکو قیام لیل کہتے تہی جیسا
کہ عینی اور زیلعی نے شروح کنز مین اور شیخ عبدالحق نے فتح سر المنان مین اور بحر العلوم نے
ارکان اربعہ مین لکہا ہی اور بقول جمہور قیام لیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تہا تو مواظبت
آنحضرت کی تراویح پر نفلًا نہوگی اور سنت مؤکدہ اوسکو کہتے ہین کہ جسپر مواظبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نفلًا فرمائی ہو اور تعداد اوسکی استحبابًا بقول صحیح بیس رکعت ہونا مسلم ہے اور
سنت مؤکدہ ہونا بیس رکعت کا بقول صحیح ممنوع ہے کیونکہ سنت مؤکدہ اوسکو کہتے ہین کہ
جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلًا مواظبت فرمائی ہو اور بیس رکعت تراویح پڑہنا ہی
آنحضرت سے ثابت نہین ہے چہ جائی کہ نفلًا اوسپر مواظبت آپکی ہو **قولہ** اور یہ مسئلہ ایسا
ہی نہین ہے کہ کسی عالم کو اسمین خلاف ہو **اقول** تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا صرف بعض کتب
فقہ حنفیہ مین ہے اور باقی متون اور شروح کتب جمہور فقہا مین صرف سنت ہونا اوسکا مسطور ہے
کہ وہ محمول اوس سنت پر ہے کہ جسپر آنحضرت ص نے مواظبت نفلًا نہ فرمائی ہو لیکن بمقابلہ اس
سنت کے جو استحباب بعض کتب مین مسطور ہی مراد مستحب ہے ما احبہ السلف سے ہے اور نووی
شارح صحیح مسلم اور کرمانی شارح صحیح البخاری اور ابو الطیب شارح جامع ترمذی نے اتفاق اور
اجماع اوسکے استحباب پر نقل کیا ہے اور خلاف بعض علماء اوسکی تعداد مین خود لفظ بقول
صحیح سے ظاہر ہے بہرحال یہ کلام کہ یہ مسئلہ ایسا نہین ہے کہ کسی عالم کو اسمین خلاف ہو صریح
کذب ہے **قولہ** اسواسطے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اس نماز کو

ظاہر کیا اور بیان حقیقت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو پڑہا تہا اور بسبب خوف فرض
ہوجانے کے ترک کیا تہا اب وہ خوف باقی نہین تو صحابہ نے اس بات کو پسند کیا اور اجماع کیا لہذا
علماؤن نے تصریح اسکی اپنے مقام مین کی ہے جسکا جی چاہے کتب معتبرہ مین دیکہہ لے
اقول اول یہ افترا ہی حضرت عمر پر ارشاد ہو کہ کس کتاب معتبر مین یہ روایت آئی ہے کہ حضرت
عمر نے بیان حقیقت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو پڑہا تہا اور بسبب خوف فرض ہوجانے
کے ترک کیا تہا اب وہ خوف باقی نہین تو صحابہ نے اس بات کو پسند کیا اور اجماع کیا دوسرے
مدعا کچہہ ہے اور مفاد دلیل کچہہ اسلیئے کہ مدعا پڑہنے تراویح کا سنت موکدہ ہونا اور تعداد اوسکے
بقول صحیح بیس رکعت ہونا ہے اور مفاد دلیل صرف اجماع ہے اوس نماز پر کہ جسکو آنحضرت
نے پڑہکر بسبب خوف فرض ہوجانے کے ترک کر دیا تہا اور باب اول مین ظاہر ہو چکا ہے
کہ وہ بیس رکعت نہین بلکہ اٹہہ رکعت باجماعت تہین کہ اس سے نہ تراویح کا سنت موکدہ
ہونا نکلتا ہے اور تعداد اوسکے بقول صحیح بیس رکعت نکلتی ہین پس دلیل مفید مدعا نہوئی اور
ہرگاہ دلیل مفید مدعا نہ ہوئی تقریب کیونکر تمام ہوئی اور کتب معتبرہ مین یہ روایت نہین ہے
اور اس مدعا کو اس دلیل سے بیان کیا ہے بہرحال حوالہ کتب معتبرہ غلط ہے **قولہ** صفحہ
۴۸ اور بڑی غضب کی بات یہی کہ پڑہنے والے اٹہہ رکعت کے اپنے تئین متبع سنت
کہتے ہین اور بیس رکعت پڑہنے والیکو بدعتی اور نادانو نکی دلیل قول حضرت عمر فاروق
نعمت البدعۃ ہذہ سند لاتی ہین کہ خود حضرت عمر نے اسکو بدعت قرار دیا ہے **اقول** اٹہہ
رکعت پڑہنے والے لاریب متبع سنت نبوی اور سنت صحابہ اور خلفا مین جبکہ بیس رکعت
پڑہنے والے متبع سنت صحابہ اور خلفا مین اور اٹہہ رکعت پڑہنے والی ہرگز بیس رکعت پڑہنے والیکو بدعتی نہین
کہتے اون پر افترا ہی اور بدعت کہنا حضرت عمر کا تراویح باجماعت کو مجاز ہے کہ اطلاق
بدعت کا لغوی سنت پر کر دیا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین
لکہا ہے **قولہ** صفحہ ۴۸ بعد تہوڑے دنون کے یہ فتوی ہوگا کہ تراویح کی نماز بعد تین رات

سے کہ بدعت ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رات پڑہی ہے بعد
اسکے یہ ترک کیا ہے **اقول** تعیین عدد رکعات تو اون چیزون مین سے ہے کہ قیاس
کو اوسمین دخل نہین جسقدر شارع سے ثابت ہو زیادت اور کمی اوسپر نہین ہو جو عدد معین
کہ شارع سے ثابت ہوا اوسپر مواظبت شارع کی بطور نفل عبادت کے ثابت ہو تو وہ عدد سنت
ہو ورنہ نہین ہوسکتا ہے اور جب کام کو آنحضرت نے ایک یا دو بار کیا ہے تو وہ ہمارے لیے
ہمیشہ کو مستحب ہوجاتا ہے استحباب اوسکا مقصود اونہین دو ایکبار پڑہنے رہتا ہے پس جبکہ
آنحضرت نے تین رات اوسکو پڑہا تو بدعت اوسکو کیونکر کہین سے کہ بلکہ اوسکو مستحب کہنا
چاہیے **قولہ** صفحہ ۴ بڑی بڑی محقق اپنی کتابون کے اندر لکھتے ہین کہ تراویح بیس رکعت
ہی اور مشرق سے مغرب تک عمل اسی پر ہے چنانچہ صاحب ردالمختار نے صاف لکھدیا ہے
اقول مراد ان محققونکی یہ ہے کہ تراویح استحبابا بیس رکعت ہے نزدیک حنفیہ کے اور مراد
صاحب ردالمختار یہ ہے کہ اسوقت مین مشرق اور مغرب مین عمل لوگونکا بطور استحباب بیس ہی
رکعت پڑہنے پر ہی تو اس سے لازم نہین آتا ہے کہ آٹھ رکعت بطور سنت پڑہنا درست نہین ہے یا پہلے
اس سے عمل لوگونکا مشرق اور مغرب مین عدد غیر بیس رکعت پڑہنا تھا اور کیونکر یہ لازم دیگا کہ جب
سے اکابر نے عدد غیر بیس رکعت کو اختیار کیا ہے علاوہ اسکے اسوقت مین بہی عمل ہونا سب
آدمیونکا مشرق اور مغرب مین بیس ہی رکعت پڑہنے کا دو وجہ سے اول تو مالکیہ اسوقت مین بہی
چھتیس رکعت پڑہتے ہین اور عاملین حدیث تعیین ایک عدد کی نہین کرتے ہین دوسرے معلوم
ہونا عمل سب آدمیونکا مشرق و مغرب مین متعسر ہے پس ناس سے مراد اگر حنفیہ اور شافعیہ ہون
تو ہوسکتا ہے اور کل ناس مراد نہین ہوسکتی ہین **قولہ** صفحہ ۴ اب انصاف فرمائی کہ تمام
علمای مشرق و مغرب کے اور تمام فضلا اور کملا اور اولیا اور اقطاب اور اوتاد جامع علوم
ظاہری اور باطنی کے مفتی ناواقف تہی اس مسئلہ سے اور یہ حضرت نئے عالم دوچار ورق
کے واقف ایسی عالم ہوئے **اقول** قول تمام علمای مشرق اور مغرب اور تمام فضلا اور کملا اور اولیا

اور انتخاب اور اونا و کا اختیار کرنا بیس رکعت کو غیر مسلّم ہے دوسرے اونکے عمل سے سنت مؤکدہ
ہونا بیس رکعت کا لازم نہین آتا ہی ثابت اوسکی استحباب ہے سو بیس رکعت کے مستحب ہونے
مین کلام اپکی خصم کو نہین ہے اور معلوم نہین کہ اس مجیب نے بنا عالم دو چار ورق کا دیکھ
ابن ہمام کو کہا یا صاحب بحر رائق اور طحطاوی کو یا اور مشائخ کو جو بیس رکعت کو مستحب کہتے ہین
ابن ہمام وغیرہ کہ محققین حنفیہ مین سے ہین اونکی مقابلہ مین آپ اور اپکے ہم مذہب ایک دو
حرف سے بھی واقف نہین ہین **قولہ** صفحہ ۴ ہم ایسے عالم ہین کہ بارہ سو برس کے بعد
یہ غلطی ہمنے تمام علمای عرب اور عجم کی پکڑی **اقول** بارہ سو برس سے پہلے ایک عالم
نے بھی نہ عرب کا اور نہ عجم کا سنت مؤکدہ ہونے بیس رکعت کا قائل نہین ہوا ہے یہان تک کہ
ائمہ مجتہدین تک سے بھی بیس رکعت کا سنت مؤکدہ ہونا منقول نہین ہے ہان ظاہر کلام بعض
متاخرین فقہا سے یہ مترشح تھا لیکن ابن ہمام نے جو دلیل سے ثابت تھا بیان کر دیا پس
چاہیے کہ کلام ان فقہا کا بھی طرف مقتضای دلیل کے مصروف کر لیا جائے بہرحال بعد
بارہ سو برس کے غلطی تمام علمای عرب اور عجم کی پکڑنا ہرگز صادق نہین آسکتا ہے **قولہ**
صفحہ ۵ یہ در پردہ یہ شخص رافضی ہے **اقول** یہ شخص ایسا بیباک ہے کہ ابن ہمام اور صاحب
بحر رائق وغیرہما علمای محققین حنفیہ پر کس طرح زبان درازی کرتا ہے کہ انکو در پردہ رافضی بناتا ہے
نعوذ باللہ منہ **قولہ** صفحہ ۵ یہ سیا کہ فرقہ رافضیہ اس نماز کو سنت عمری کہتے ہین نہ سنت
نبوی **اقول** حموی نے حاشیہ اشباہ مین اسکو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ اسمین نظر ہے
اسلئے کہ تحقیق مصرح ہے بہت سی کتب متداولہ معتبرہ مین کہ تراویح بیس رکعت سنت
عمری ہے اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے نہین پڑھا ہے بیس رکعت کو بلکہ پڑھائی آٹھ رکعت
کو اور نہین مواظبت فرمائی ہے اسپر اور حکم پڑھنے کا کیا ہے حضرت عمر نے بعد آنحضرت
کی بیس رکعت کا اور موافقت اوسکی کی ہے صحابہ نے اسپر اور دعوی استخفاف کا غیر مسلم
مین ہے عبارت حاشیہ اشباہ کے یہ ہے وانحازی لکتاب الکراجیہ من ملة النصرانیة الی اند

وقال التراويح سنة عمر نفر لانه استخفاف وهو كلام الروافض وفيه نظر فقد صرح في كثير من المتداولات المعتبرة فانه سنة عمر لان النبي عليه الصلوة والسلام لم يصلها عشرين بل ثماني ولم يواظب على ذالك وصلاها عمر بعده عشرين ووافقه الصحابة على ذالك ودعوى الاستخفاف في خير المنع اور ايسا ہی ہے حاشیہ طحطاوی مین قوله صفحه ۵ اگر غور کرین تو توہی عبارت کتاب کافی کی کافی ہے۔ اقول کافی مین لفظ سن کا ہے اور محمل صحیح اوسکی یئہ ہے کہ سنت سے مراد یہان مستحب ہے یعنی وہ عمل کہ جسپر آنحضرتؐ نے فعلاً مواظبت نہین فرمائی ہے اور یہی معنی عبارت درمختار اور ردالمحتار کی باب اول مین گذر چکی ہین اوسکے ملاحظے سے ظاہر ہے کہ ادن دونون کتابون سے بہی سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہے قوله صفحه ۵ اس مقام مین یاد آئی وہ حدیث شریف الخ اقول مصداق مضمون اس حدیث کے امثال مفتیان استفتاء التراویح ہین قوله صفحه ۶ تراویح بہ تحقیق بیس رکعت ہی اقول تراویح بیس رکعت ہی اور آٹھہ رکعت ہی ہے اور چھتیس رکعت ہی ہے حصر بیس مین ممنوع ہے گو حنفیہ کے نزدیک عدد مستحب تراویح کا بیس ہے رکعت ہی قوله صفحه ۶ اور سنت ہے اور یہ سنت اسواسطے ہے کہ ہمیشگی کیا ہے اسپر خلفا نے اقول کوئی عمل ہمیشگی کرنے خلفا سے سنت نہین ہو سکتا ہے جب تک کہ اوسپر مواظبت آنحضرتؐ کی نہ ثابت ہو اور بیس رکعت کا پڑہنا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے چہ جائی کہ مواظبت آپ کی بیس رکعت پر ثابت ہو علاوہ اسکے ہمیشگی خلفا مین بہی بیس رکعت پر کلام ہے کسی روایت صحیحہ سی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا پڑہنا بیس رکعت کا ثابت نہین ہے بلکہ فتاوی قاضی خان مین امام مالک سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ چھتیس رکعت تراویح کے پڑہتی تہے اور مواظبت خلفای راشدین مین حافظ ابن حجر نے بہی کلام کیا ہے قوله صفحه ۶ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری سنت بہی لازم پکڑو اور میری خلفا کے سنت سے لازم پکڑو چنانچہ وہ حدیث یہ ہے قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین الهادین المهدیین من بعدی تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ **اقول** اس حدیث کے معنے مین کئے احتمال ہین اول اس حدیث مین ایجاب استحبابی ہی پس اس سے سنت خلفای راشدین کا مندوب اور مستحب ہونا ثابت ہے نہ سنت موکدہ ہونا اور اسکا موید کلام ابن ہمام کا فتح القدیر مین حیث قال قوله علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ندب الی سنتهم اور تاکد اوس سنت آنحضرت کا کہ جسپر انکی مواظبت ہوا اور دلیل سے ثابت ہے نہ اس حدیث سے دوم معنی اسکی یہ ہین کہ لازم پکڑو میری طریقہ کو اور خلفاء راشدین کی طریقہ کو جس طرح پر کہ ہو فرض کو بطور فرض کے اور واجب کو بطور واجب کے اور سنت کو بطور سنت کے اور مستحب کو بطور مستحب کے سوم لفظ سنت کا بعد بسنتی کے سنة الخلفاء الراشدین مین معرفہ ہے کہ اعادہ کیا گیا ہے بعد معرفہ کے اور مولوی عبد الاحد صاحب انکے ہم مذہب نے اسی استفتاء کے جواب مین صفحہ ۱۰ مین قاعدہ اصول کا بیان کیا ہی کہ المعرفة اذا اعیدت معرفة کانت الثانیة عین الاولی تو خصم کہہ سکتا ہی کہ مراد سنت خلفاء راشدین سے وہ سنت ہی کہ سنت آنحضرت کی بھی ہو علاوہ اسکے تعریف الخلفاء کے کہ جمع محلی باللام ہے واسطے استغراق کی ہے تو اس سے مراد وہ سنت ہی کہ جو سنت سارے خلفاء کے ہو اور بیس رکعت تراویح ایسی سنت نہین اسلئے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے قول یا فعل یا تقریر سے بیس رکعت ثابت نہین ہوتے ہین تو بیس رکعت سنت سارے خلفاء کے نہین ہوئین **قوله** صفحہ ۶ - اور حدیثین اوسکے صحاح مین موجود ہین جسکا جی چاہئے دیکھلے **اقول** بیان ثواب قیام رمضان کا البتہ احادیث صحاح مین آیا ہے اور بیان ثواب بیس رکعت تراویح کا کہین صحاح مین نہین ہے اور نفس قیام رمضان محل نزاع نہین ہے بلکہ محل نزاع بیس رکعت تراویح ہے **قوله** صفحہ ۶ اور تعداد بیس رکعت کی اور تقرر اوسکا بالاجماع ہوا ہے **اقول** تعداد بیس رکعت اور اوسکے تقرر بالاجماع ہونے سے مراد کیا ہے اگر مراد یہ ہے کہ جواز اس عدد کا بالاجماع ثابت ہے جیسے کہ جواز ۸ رکعت کا ساتھ

فعل انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے ثابت ہے قطع نظر کلام کے ثبوت اجماع مین سنت
موکدہ ہونا بیس رکعت کا اس اجماع سے ثابت نہین ہو سکتا ہے اور اگر مراد یہ ہو کہ سنت موکدہ
ہونا بیس رکعت کا بالاجماع ثابت ہے تو صریح البطلان ہے اسلیئے کہ صحابہ اور تابعین نے گیارہ
رکعت ساتھ وتر کے پڑہے ہین اور امام مالک نے بھی اپنی نفس کے لیئے گیارہ رکعت کو
ساتھ وتر کے اختیار کیا ہی جیسا باب اول مین معلوم ہوا پس اگر بیس رکعت سنت موکدہ ہوتین
تو یہ اکابر گیارہ رکعت کیونکر پڑہتے اور گیارہ رکعت کیونکر اختیار کرتے —

رد ہفوات محمد احسن اللہ

قولہ صفحہ وما قال صاحب الفتح ناقلا عن البحر الخ **اقول** ان بزرگ کو اسقدر معلوم نہین ہے
کہ صاحب فتح القدیر پہلے تہا یا صاحب بحر رائق پس لکہنا اور وہ جو کہا صاحب فتح القدیر نے
اوس حال مین کہ نقل کرنیوالا ہے بحر سے حال انکہ بحر مین فتح القدیر سے منقول ہے
باوجود اس کم علمی کے فتوی دینے کو طیار ہین **قولہ** صفحہ باعتبار مقتضی الدلیل وهو غیر سدید
اقول بے دلیل غیر سدید لکہدینا اوسکو کہ جو باعتبار مقتضای دلیل ثابت ہوا آپ ہی کا کام ہے
ای حضرت راست ودرست وہی ہوتا ہی جو موافق دلیل کے راست ودرست ہو **قولہ** لم یفت
علیہ احد من الفقہاء۔ کما ہو مذکور فی المعتبرات **اقول** کس کتاب معتبر مین لکہا ہے کہ نہین
فتوی دیا ہے اس پر کسی نے فقہا مین سے بے محابا بدون دیکہے معتبرات کا حوالہ دیدینا بحر
جہل کے اور کیا ہی ایک کتاب معتبر مین بہی یہ نہین لکہا ہے کہ کسی فقیہ نے اسپر فتوی نہین دیا
ہے ای بزرگ اعتبار قوت دلیل کا ہے نہ کثرت روایات کا جو دلیل کے موافق ہو اوسی
پر فتوی دینا چاہیئے چہ جائیکہ روایات بہی مخالف مقتضای دلیل متون جیسا کہ باب اول مین معلوم
ہو چکا ہی **قولہ** صفحہ وما توہمہ البعض ان السنۃ وردت فی صلوۃ اللیل الی الثمان وما زاد علیہ مکروہ
اقول تعریض ساتھ اس توہم کے خصم پر صرف افترا ہے کوئی ہم معاشر اہل سنت مین
سے آٹھ رکعت سے زائد کو مکروہ نہیں کہتا ہی بلکہ بیس رکعت کو بھی مستحب اور سنت صحابہ جانتا ہی

رد ہفوہ مولوی شمس الدین علی

قولہ صفحہ ۸ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مقرر کیا عمرؓ نے نماز تراویح کو بموجب اس حدیث کے جو مجھ سے سنی اور وہ بیس رکعت ہے **اقول** ان بزرگ نے بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا نہین لکھا ہے اور نہ مقرر کرنا حضرت عمر کا بموجب اوس حدیث کے کہ حضرت علی رضی سے اونھون نے سنی مثبت بیس رکعت کی سنت موکدہ ہونیکا ہوسکتا ہے قطع نظر اس سے کہ یہ قول حضرت علی کا کہین کتب حدیث مین نہین پایا جاتا ہے بہرحال کلام ان بزرگ کا کچھ مخالف مدعای خصم نہین ہے ؎

رد ہفوات مولوی عبدالرحمن صاحب صدر امین

قولہ صفحہ ۹ اصل مطلب کتاب مذکور کا اونے نہین سمجھا **اقول** حال سمجھنے مطلب فتح القدیر کا قریب ہے کہ کھلا جاتا ہی کہ کون نہین سمجھا مولوی صاحب نہین سمجھے یا مولوی صاحب کا خصم نہین سمجھا **قولہ** صفحہ ۹ اور تخلف کیا اوسنے سنت خلفای راشدین سے اور جملہ فقہای متقدین اور متاخرین سے **اقول** یہ آٹھہ رکعت تراویح فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فعل باقی سب خلفا اور صحابہ کا صدر خلافت حضرت عمر تک تھا اور حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری اور سلیمان بن ابی حثمہ کو آٹھہ رکعت پڑھنے پر مامور فرمایا اور صحابہ بھی زمانہ حضرت عمرؓ مین آٹھہ رکعت بلا نکیر پڑھتے تھے اور اسی طرح سے زمان تابعین مین بھی آٹھہ رکعت بلا نکیر پڑھی گئی ہین پس آٹھہ رکعت سنت آنحضرتؐ اور سنت خلفای راشدین اور سنت صحابہؓ اور تابعین ہوئین تو جو شخص انکار کری فتوی دینی سے آٹھہ رکعت پر تو وہ منکر ہی فتوی دینے سے سنت آنحضرت اور سنت خلفای راشدین اور سنت صحابہ اور تابعین پر اور بیس رکعت کو جو مولوی صاحب سنت خلفای راشدین سمجھتے ہین تو مراد سنت سے کیا ہے آیا وہ کہ جسپر مواظبت خلفای راشدین کے ہو جیسا کہ مصطلح

اصول میں حنفیہ سے ہے تو بیس رکعت پر مواظبت خلفای راشدین ہرگز ثابت نہین ہوتی ہو اگر مولوی
صاحب مدعی ثبوت مین تو روایات صحیحہ حدیث سے مواظبت خلفای راشدین بیس رکعت پر
ثابت کرین یاد رہے کہ جو قول یا فعل یا تقریر خلفای راشدین سے ثابت ہو تو اس معنی آٹھ رکعت
بھی سنت خلفای راشدین ہین اسی لئی خصم فتوی بیس رکعت پڑھنے کا بھی دیتا ہے اور آٹھہ
رکعت پڑھنے کا بھی اور شرح حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین رسالہ مولوی
زین العابدین مین معلوم ہو چکی ہے اوسکے اعادہ کے کچھ ضرورت نہین ہے اور
اٹھہ رکعت پر فتوی یون دیا کہ اسی پر مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہی اور جو شخص
تراویح اسیقدر پڑہے اوسپر کچھ گناہ نہین ہے اور نہ اوسپر انکار ہو سکتا ہے ہرگز مخالف کسی
فقیہ معتمد کے کہنا متقدمین اور متاخرین سے نہین ہے چہ جای کہ مخالف ہو جملہ فقہای متقدمین
اور متاخرین کے جیسا کہ باب اول مین معلوم ہو چکا ہے بہر حال یہ کلام مولوی صاحب کا ناشی
عکس فہمی سے ہی جب مولویصاحب کو خود اپنی تحریر مین اعتراف ہے کہ صرف آنحضرت نی
اٹھہ ہی رکعت تراویح کی پڑہی ہین اور مسنون ہونا اسیقدر کا فعل آنحضرت سے پایا گیا ہی تو بموجب
اصطلاح فقہا ہرگز بیس رکعت سنت نہین ہو سکتی ہین اسلیئے کہ اصطلاح فقہای حنفیہ مین سنت
اوسیکو کہتے ہین کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو ساتھہ ترک کے بلا عذر
اور جسپر خلفاء نے مواظبت فرمائی ہو اوسکو اصول میں حنفیہ البتہ سنت کہتے ہین لیکن فقہای
حنفیہ اوسکو سنت نہین کہتے ہین بلکہ وہ داخل مستحب ہے جیسا کہ باب اول مین تعریف سنت
کی معلوم ہو چکا **قولہ** صفحہ ۹ جس شخص نے فتوی دیا اٹھہ رکعت پڑھنے نماز تراویح کا اوسکی
روگردانی کی قول علیہ السلام علیکم بسنتی الحدیث اور توارث متقدمین اور متاخرین سے **اقول**
اٹھہ رکعت پڑھنے کا فتوی دینا اسطور پر کہ پڑھنے والا اوسکا ملام نہین ہے بلکہ تبع سنت نبویہ ہے
اسلیئے کہ فعل آنحضرت کہ جسپر مواظبت آپ کی تھی اٹھہ ہی رکعت ہی اور خلاف اسکا ابو بکر جنہون
اور سب صحابہ اور خلفا سے صدر خلافت عمر تک منقول نہین ہے اور حضرت عمر نے بھی

زمان خلافت مین ابی بن کعب اور تمیم داری کو اور سلیمان بن ابی حثمہ کو گیارہ رکعت پڑہتی تہا کہ ادسمی
مین وتر داخل تہی فرمایا اور اور صحابہ بہی زمانہ خلافت حضرت عمر مین اور تابعین اور تبع تابعین زمانہ
خلافت عمر بن عبد العزیز مین گیارہ رکعت سات وتر کے پڑہتے تہے اور کسی نے اج تک آٹہ
پڑہنے پر انکار نہین کیا گو عمل حنفیہ او شافعیہ بیس رکعت پر اشتہاباً شائع اور مروج ہو گیا پس گو نہ اوس
قول علیہ السلام علیکم بسنتی الحدیث اور بتوارث متقدمین او متاخرین سے نہین ہی بلکہ عمل
ہے اسحدیث پر او عدم انکار اس فتوی دینی پر متوارث سے ہے متقدمین او متاخرین سے
باقی تشریح معنی اس حدیث کی روہفوات مولوی زین العابدین مین گذر چکے **قولہ**
صفحہ ۹ اور یہ نہ سمجہا کہ آٹہ رکعت تراویح پڑہنے کا فتوی کسی نے نہین دیا ہے **اقول**
اٹہ رکعت تراویح پڑہنے پر کسی نے اجتک انکار نہین کیا ہے اور آٹہ رکعت پڑہنیوالیکا
نہ ملام ہونا اصول فقہای حنفیہ او تصریح محققین فقہای حنفیہ سے واضح ہی پس یہ آٹہ رکعت
تراویح پڑہنے والی کے نہ ملام ہوے پر فتوی دینا نہین ہے اور کیا ہے اور مسنون ہونے
اٹہ رکعت کی فعل آنحضرت سے آپ خود معترف ہین پس یہ فتوی دینا آٹہ رکعت پڑہنے والے
کی متبع سنت ہوے پر نہین ہی اور کیا ہے **قولہ** صفحہ ۹ اور یہی غافل رہا اس امر سے کہ
بیس رکعت پڑہنے سے تراویح مع وتر کی اداہی سنت رسول مقبول و نیز خلفای راشدین دونو
ہوتی ہے **اقول** جو کہ سنت آنحضرت علیہ الصلوۃ والتحیۃ اٹہ رکعت ہے دون کی اور زیادت
کی نہین بیس رکعت مین وہ عدد مسنون جاتا رہا تو بیس رکعت پڑہنے مین اداے سنت آنحضرت
نہو گی اور اگر بیس رکعت پڑہنے مین سنت آنحضرت بہی ادا ہو جاتی ہو تو اکتالیس رکعت پڑہنا
نہایت اولی ہوگا کہ اومین سنت آنحضرت بہی ادا ہو جایگی او نیز سنت خلفای راشدین او سنت
تمام اکابر دین **قولہ** صفحہ ۹۔ او منشاے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کا کہ حضرت علیہ السلام
نے اس جگہہ پر جمعیت دونون سنتون کے بکلمہ واو عطف کی کہ واسطی جمع کے آتا ہے
فرمائی ہی نہ سمجہا **اقول** جمعیت دونون سنتو نکی تو اٹہ رکعت مین ہے کہ آنحضرت

نے اٹھہ ہی رکعت پڑہے ہین اور عمل خلفای راشدین کا بہی صدر خلافت حضرت عمرؓ تک اسکے
خلاف پر پایا نہین جاتا ہی اور بیس رکعت کا تو پڑہنا ہی آنحضرتؐ سے ثابت نہین ہے باقی
پڑہنا خلفای راشدین کا بہی بیس رکعت کو معلوم نہین ہوتا ہے اور مولویصاحب جو واو
کی جمع کے لیئے ہونی سے جمعیت دونون سنتون کے سمجہی ہین لطف اوسکا اہل علم پر مخفی
نہین ہے بموجب ارشاد مولوی صاحب ایسا واضح ہے کہ دخلت دار زید و دار عمرو کا کہنا
اوسوقت جایز ہوگا کہ متکلم ایسی ایک دار مین داخل ہوکہ اوسمین داخل ہونی سے داخل ہونا دار
زید اور دار عمرو دونون مین لازم اوی اور اگر دو دار ہین کہ اونمین سے ایک دار زید کا ہو نہ عمرو کا اور
دوسرا دار عمرو کا ہو نہ زید کا تو کہنا جایز نہو گا حال آنکہ سب اہل علم پر ظاہر ہے کہ یہ امر بدیہی البطلان
ہے اگر متکلم ایک وقت دار زید مین کہ وہ دار عمرو نہتا داخل ہوا ہے اور دوسرے وقت مین
دار عمرو مین کہ وہ دار زید نہ تہا جب بہی دخلت دار زید و عمرو کہنا صحیح اور درست ہی اور واو
کی جمع کے لیے ہونی کے یہ معنی ہین کہ واو معطوف او معطوف علیہ دونون سکے نسبت
پر انتساب اور تعلق مین دلالت کرتا ہے ترتیب پر اوسکے دلالت نہین ہے گو انتساب
یا تعلق بہ ترتیب نفس الامر مین ہو کیونکہ واو جیسا کہ ترتیب پر دلالت نہین کرتا ہے ویسے
ہی معیت پر بہی دلالت نہین کرتا ہے پس جو شخص کہ آٹہہ رکعت کو سنت آنحضرت جانتا ہی
اور بیس رکعت کو سنت حضرت عمر وغیرہ خلفاء کے سمجہتا ہے اور کبہی آٹہہ رکعت پڑہتا ہی
اور کبہی بیس رکعت وہ التزام کرتا ہی دونون سنتونکا اور جو صرف بیس رکعت پڑہتا ہی اور آٹہہ
رکعت پڑہنے والے پر طعن کرتا ہے وہ التزام کرتا ہے صرف ایک سنت کا اور اعراض کرتا
ہی سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور منشای حدیث التزام دونون سنتونکا ہی تو وہ
شخص کہ جو اوسکے منشا کا خلاف کرتا ہی منشاے حدیث نہین سمجہتا ہے اب مولویصاحب انصاف
فرماوین کہ کون منشا حدیث نہین سمجہا آپ یا فتوی دینے والا آٹہہ رکعت پر طریق مذکور
سے قولہ صفحہ ۹ – اور عبارت ابن ہمام کے صریح ہے بہ نسبت مسنون ہونی بیس رکعت

تراویح کے **اقول** سبحان اللہ مطلب ابن ہمام کا جو شرح فتح القدیر مین اوسنے کہا خوب مولوی صاحب سمجھے لاریب یہ مطلب ہر گز خصم مولوی صاحب کا نہین سمجھاتا شاید اس عبارت ابن ہمام مین تحصیل من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ بالوتر فی جماعۃ فعلہ علیہ السلام و ترکہ بعذر افاد انہ لولا خشیۃ ذلک لواظبت بکم ولا شک فی تحقق الامن من ذلک بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکون سنۃ و کونہا عشرۃ من سنۃ الخلفاء الراشدین و قولہ علیہ السلام علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم ولا یستلزم کون ذلک سنۃ اذ سنتہ ما واظب بنفسہ الا لعذر و بتقدیر عدم ذلک العذر انما استدللنا انہ کان یواظب علی ما وقع منہ و ہو ما ذکرناہ فیکون العشرون مستحبا و ذلک القدر منہا ہو السنۃ یہ عبارت کہ ان قیام رمضان سنۃ احدی عشرۃ الخ اور عبارت ولا یستلزم کون ذلک سنۃ اذ السنۃ ما واظبہ بنفسہ الخ اور عبارت فیکون العشرون مستحبا و ذلک القدر منہا ہو السنۃ صریح ہو کے بہ نسبت مسنون ہونے بیس رکعت تراویح کی اب وہ لوگ کہ جنکو قدرت سمجھنے عبارت سلیس عربی پر بہی ہے انصاف فرماوین کہ یہ عکس ہے جنے مولوی صاحب کچھ ہی یا نہین کہ جو عبارت کہ صریح ہے بہ نسبت مسنون نہونے بیس رکعت تراویح کے اوسکو صریح مسنون ہونے بیس رکعت تراویح مین فرماتے ہین **قولہ** صفحہ ۱ تمام کتاب فقہ مالامال ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہی **اقول** افترا او کذب اس کلام کا کہ تمام کتب فقہ مالامال ہین کہ تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہی بملاحظہ باب اول روشن ہے مولوی صاحب کو چاہئے کہ اس افترا و جھوٹ سے توبہ کرین صرف چند کتابون مین مخالف ضابطہ فقہا کے تراویح کو بیس رکعت کو سنت موکدہ لکھا ہے عامہ کتب فقہ مین صرف سنت ہونا تراویح کا یا بیس رکعت کا مرقوم ہے اور وہان سنت محمول سنت مصطلحہ فقہا پر نہین ہے اسلئے کہ صدق سنت مصطلحہ بیس رکعت پر متعذر ہے جیسا کہ باب اول مین معلوم ہوا۔

رد ہفوات مولوی شجاعت حسین

قولہ صفحہ ۱۱ - نماز تراویح میں رکعات جسطرح زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک جمہور فرقہ ناجیہ سنت وجماعت خصوص طریقہ حنفیہ میں متوارث ومتواتر چلی آتی ہیں سنت ہی اسی پر اجماع بھی ثابت ہے مفتی بہ روایت ہے **اقول** جسطرح پر کہ بیس رکعت جمہور فرقہ ناجیہ سنت وجماعت خصوص حنفیہ میں متوارث ومتواتر چلی آتی ہیں ایسی ہی آٹھ رکعت فعل آنحضرت اور امر حضرت عمرؓ سے ابی بن کعب اور تمیم داری اور سلیمان بن ابی حثمہ کو اور فعل اور صحابہ سے زمان حضرت عمرؓ میں اور فعل تابعین اور تبع تابعین سے زمان عمر بن عبدالعزیز میں ثابت ہیں اور نہایت اس توارث وتواتر کی استحباب ہی نہ سنت اسلیے کہ اصطلاح فقہا میں سنت اوسکو کہتی ہیں کہ جسپر مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور بیس رکعت کا آنحضرت سے پڑھنا ہی ثابت نہیں ہے چہ جائی کہ اونکی مواظبت اوسپر ہو اور دعوی اجماع سنت ہونے پر بے اصل ہے بلکہ نووی اور کرمانی اور ابو الطیب شارح جامع ترمذی نے اتفاق اور اجماع استحباب تراویح پر نقل کیا ہی اور بعض کتب فقہ میں جو تراویح کا سنت موکدہ ہونا باجماع صحابہ مرقوم ہے اول تو بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا باجماع صحابہ اونمین مرقوم نہیں ہے دوسرے دعوے اجماع صحابہ سنت موکدہ ہونے پر نفس تراویح پر بھی پایہ صحت کو نہیں پہونچتا ہی اسلیے کہ ایک صحابی سے بھی سنت موکدہ ہونا تراویح کا منقول نہیں ہے چہ جائی کہ اجماع صحابہ اوسپر ہو اور کیونکر بیس رکعت کی سنت موکدہ ہونے پر اجماع متصور ہے کہ خود حضرت عمرؓ نے زمان خلافت اپنی میں گیارہ رکعت پڑھوائی ہیں اور زمان تابعین میں بھی اسقدر پڑہی گئین ہیں پر جبکہ بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے تو مفتی بہ بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا کیونکر ہو سکتا ہے **قولہ** صفحہ ۱۱ - جو شخص آٹھ رکعت کا حکم دیتا ہے اور اسیقدر سنت کہتا ہی مخالف اجماع وجمہور علما بلکہ مخالف طبقات مشہود علیہا بارشاد ہدایت بنیاد خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب کی کرتا ہے **اقول** اسیقدر کی سنت کہنے کو اس زعم سے کہ بیس رکعت کی سنت ہونی پر اجماع ہے جمہور علما اور اصحاب قرون ثلثہ مین

اوسکو سنت کہنا ہی مخالفت اجماع اور جمہور علما کی مخالفت ملحقات مشہود لہما بالخیر ٹہرانا ناشی زعم باطل سے
ہے کسی نے طبقات ثلٰثہ کے لوگون مین سے بیس رکعت کو سنت نہین کہا ہے اور کسی عالم نے
علماء معتبرین مین سے ہی بیس رکعت کو سنت مصطلحہ فقہا نہین قرار دیا ہے چہ جائیکہ اجماع اور
قول جمہور اوسکے سنت ہونے پر ہو چنانچہ باب اول مین واضح ہوا **قولہ** صفحہ ۱۱ - رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھہ مسجد مین پڑہنا اور بعذر خوف فرضیت کے
روز سوم یا چہارم ترک کرنا الخ **اقول** پڑہنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت
تراویح کو جماعت کی ساتھہ یا بدون جماعت کی مسجد مین یا غیر مسجد مین کسی حدیث سے کہ لائق
حجت لانے کے ہو ثابت نہین ہے اور وہ جو روایت بیس رکعت پڑہنی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والتحیۃ کے کفایہ سے منقول ہے صحیح قابل حجت لانے کے نہین ہے اور معارض
ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ اونسے پڑہنا اٹھہ ہی رکعت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تراویح مین سوای وتر کے ثابت ہوا ہے تفصیل اسکی باب اول مین گذر گئی اور باقی داخل بدعت
کہنے کا بیس رکعت تراویح کو خصم پر افترا ہے **قولہ** صفحہ ۱۲ بعضون نے غلطی سے بیس رکعت
کو سنت لکہا ہے **اقول** جسنے بیس رکعت کو سنت لکہا ہے مراد اوسکی سنت سے سنت مصطلحہ
فقہا یعنی وہ فعل کہ آنحضرت صلعم نے نفلا اوسپر مواظبت فرمائی ہو نہین ہے تاکہ سنت موکدہ ہونا
اوسکی لکہنے سے لازم آوے بلکہ مراد اوس سے وہ سنت ہے کہ جسپر مواظبت آنحضرت صلعم نہو
اور خصم نفی بیس رکعت کے سنت مصطلحہ فقہا ہونے کی کرتا ہے نہ سنت غیر موکدہ ہونے کی
اور جو روایتین کہ اس مجیب نے اس جواب مین نقل کی ہین قید موکدہ کی اونمین نہین ہی تو
سنت کا محمل ان روایتین سنت غیر موکدہ ہی ہے

رد ہفوات مولوی عبد الاحد صاحب

قولہ صفحہ ۸۰ غلط فہمی بس طلای خشک کج فہم کی بہ نسبت پڑہنے وفتوی دینے اٹھہ رکعت صلوٰۃ

تراویح کی شاید اس کلام ابن ہمام سے پیدا ہوے **اقول** زبان درازی ساتھ ان الفاظ کی
ناشی جہل مرکب سے ہے اور فہم صحیح و مستقیم کو غلط اور کج کہنا صرف خلل دماغ سے ہے ابن ہمام نے
تصریح کی ہے کہ دلیل سے سنت ہونا آٹھ ہی رکعت کا ثابت ہوتا ہے پس شک نہیں ہے کہ جس
نے فتوی دیا سنت ہونے آٹھ رکعت پر تو اوسنے فتوی دیا مقتضای دلیل پر موافق کلام ابن
ہمام کے اور فتوی دینا مقتضای دلیل پر تمام اہل فتوی کا داب ہے **قولہ** صفحہ ۱۷- ان دونون کلام
نیز اقوال دیگر فقہا کو بسبب ہوای نفسانی کے نہ سمجھا **اقول** صرف اس کہہ دینے سے کہ
دونون کلام اور اقوال دیگر فقہا کو نہ سمجھا نافہمی خصم کی ثابت نہین ہوسکتی ہے جب تک کہ بیان خصم
کی نافہمی کا نکرے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مجیب مطلب عبارت فتح القدیر اور طحطاوی وغیرہما کا
نہین سمجھا ہے صرف اسقدر عبارت فتح القدیر کو دیکھ لیا ہے وکونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین
اور اس عبارت فتح القدیر سے ولا یستلزم کون ذلک سنۃ اذ السنۃ ما واظب علیہ بنفسہ الخ اور اس
عبارت فتح القدیر سے فیکون العشرون مستحبا وذلک القدر منہا ہو السنۃ اور اس عبارت بحر الرائق
اور طحطاوی سے فاذا یکون المسنون علی اصول مشایخنا ثمانیۃ منہا والمستحب اثنی عشرۃ آنکھون کو بند
کر لیا ہے اور بسبب مواظبت خلفای راشدین کے کے فعل کو سنت موکدہ کہنا خلاف تصریحات
فقہا ہے **قولہ** صفحہ ۱۸- اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ تراویح سنت موکدہ ہے
اور وہ ہی بیس رکعت ہے بدلیل اقوال فقہای متقدمین و متاخرین **اقول** بعض
فقہای متقدمین اور متاخرین نے بیس رکعت کو سنت کہا ہے نہ سنت موکدہ اور محمل
صحیح سنت کا اونکے اقوال مین سنت غیر موکدہ ہے کیونکہ سنت موکدہ اوسکو کہتے ہین
کہ جسپر مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واقع ہوے ہو اور بیس رکعت کا پڑھنا ہے
آنحضرت سے ثابت نہین ہے چہ جای کہ مواظبت آنحضرت کی بیس رکعت پر ثابت ہو
پس بدلیل اونکے اقوال کے تراویح سنت موکدہ کو بیس رکعت کہنا صریح البطلان ہے
قولہ صفحہ ۱۸- و نیز بموجب اس عبارت کے کیونکہ التراویح معرف باللام کی ضمیر

سنت موکدہ ہی اور تعلیل اوسکی لمواظبۃ الخلفاء الراشدین واقع ہے اور مواظبت خلفاء راشدین کی
بیس رکعت کی ثابت ہوی **اقول** قطع نظر اسکی کہ صرف مواظبت خلفاء راشدین دلیل سنت موکدہ
ہونیکی نہین ہو سکتی ہے پر بہاہی بیس رکعت کا خلفاء راشدین سے ثابت نہین ہوتا ہے چہ
جای کہ مواظبت اونکی بیس رکعت پر ثابت ہو ان حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پڑہنے گیارہ
رکعت کی البتہ امر فرمایا ہے جیسا کہ ساتھ پڑہنے اٹھ رکعت کے ساتھ اور تین رکعت وتر کے
بہی امر فرمایا ہے پس بدلیل مواظبت خلفاء راشدین ہی سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین
ہو سکتا ہی **قولہ** صفحہ ۱۰۔ وہی عشرون رکعۃ مین جو لفظ وہی واقع ہے کہ ضمیر راجع طرف
التراویح کے ہے اور اوس ضمیر کی جگہہ مین جو اسم ظاہر رکہا جاے یعنی التراویح تو بموجب قاعدہ
اصول فقہ کے المعرفۃ اذا اعیدت معرفۃ کانت الثانیۃ عین الاولی تو یہ معنی ہوے کہ تراویح سنت
موکدہ بیس رکعت ہے **اقول** اس قول مین تین وجہ سے کلام ہے اول یہ کہ محل
نزاع مین التراویح معرفہ کا اعادہ نہین ہے بلکہ ضمیر طرف معرفہ کے راجع ہے اور بسا اوقات بطریق
استخدام ایسا ہوتا ہے کہ اسم ظاہر مین ایک معنی مراد ہوتی ہین اور ضمیر مین جو راجع طرف اسم ظاہر کے
ہے معنی دوسری دوم بغرض تحقق اعادہ معرفہ یہ قاعدہ اصول فقہ کا ہر معرفہ کے اعادہ مین نہین ہی
بلکہ اوس معرفہ مین ہے کہ معرف باللام یا معرف باضافت ہو اور بیان وہ معرفہ کہ جو بار دوسری
ذکر کیا گیا ہے وہ ضمیر ہے نہ معرف باللام یا معرف بالاضافۃ تلویح مین ہے حینئذ یکون طریق التعریف
ہو اللام او الاضافۃ سیوم یہ قاعدہ وقت اطلاق اور خلو مقام کے قراین سے ہے جیسا کہ تلویح
اور نور الانوار وغیرہا مین مصرح ہے والا جب قرینہ مغایرت متحقق ہو تو درصورت اعادہ معرفہ معرفہ
ثانیہ عین معرفہ اولی نہو گا جیسا کہ اس ایت مین وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ
من الکتاب کہ مراد الکتاب اول سے قرآن ہے اور الکتاب ثانی سے توریت و انجیل وغیرہا اور محل
نزاع مین فقدان معنی سنت موکدہ بیس رکعت مین قرینہ ہے اسپر کہ مراد ہے سے ہے عشرون
رکعۃ مین تراویح سنت موکدہ نہین ہی۔

رد ہفوات مولوی امیر علی شاہ صاحب

قولہ صفحہ ۱۹۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کتاب احیاء العلوم مین فرماتی ہین الخ **اقول**
عبارت احیا مین ضمیر ہی کی راجع طرف تراویح کی ہے نہ طرف بیس رکعت کی **قولہ** صفحہ ۲۰۔
ان روایات سے بیس رکعت ہونا تراویح کا سنت نبی علیہ السلام الخ **اقول** بیس رکعت کی
سنت نبی ہونیکی کوئی دلیل نہین ہی اور کسی روایت سی ان روایات مین کی یہی سنت نبی ہونا بیس
رکعت کا ثابت نہین ہی اور خصم بیس رکعت کو مخالف سنت یعنی بدعت نہین کہتا ہے بلکہ بیس رکعت
کو مستحب جانتا ہے ہان یہ کہتا ہے کہ بیس رکعت سنت مصطلحہ فقہا نہین ہے ۔

رد ہفوات مولوی علی محمد عباسی چڑیاکوٹی

قولہ صفحہ ۱۱ تراویح مین سنت موکدہ بیس رکعت ہین اکثر کتب فقہ سے یہی ثابت ہوتا ہے **اقول**
کسی کتاب فقہ معتبر سے بیس رکعت کا سنت ہونا ثابت نہین ہے ہان تراویح بیس رکعت کا سنت
موکدہ ہونا بعض کتب فقہ مین مرقوم ہے **قولہ** صفحہ ۱۱۔ اور ایک روایت مین رسول مقبول سے
بھی بیس رکعت منقول ہین **اقول** وہ روایت ضعیف ہے لائق حجت کے نہین ہے جیسا
کہ باب اول مین معلوم ہوا **قولہ** صفحہ ۱۲۔ اور خلفای راشدین سے بطور متواتر بیس ہی رکعت ثابت
ہوئی ہین **اقول** بیس رکعت کا پڑھنا خلفای راشدین سے بطور احاد بھی ثابت نہین ہے
چہ جای کہ بطور متواتر ثابت ہو **قولہ** صفحہ ۱۲ فی فتح القدیر فالاصح انہا سنۃ موکدۃ لمواظبۃ الخلفاء
الراشدین **اقول** نقل عبارت فتح القدیر مین تحریف ہے ساتھ زائد کرنے لفظ موکدہ کی کہ
اصل عبارت فتح القدیر مین صرف سنۃ ہی موکدہ نہین ہے **قولہ** صفحہ ۱۲۔ اور خلفاء راشدین کا
عمل یہ ہی تھا کہ بیس رکعت پڑھتے تھے رضی اللہ عنہم **اقول** خلفای راشدین سے پڑھنا
ہی بیس رکعت کا ثابت نہین ہے چہ جای کہ عمل اونکا منحصر بیس ہی رکعت مین ہو **قولہ** صفحہ ۱۲

اوس ہی کتاب مین یہ بھی ہے وما روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی وعند البیہقی من حدیث
ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ علیہ السلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر وفی الموطا عن
یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بعشرین رکعۃ والوتر وقال النووی
فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح وفی الموطا روایۃ باحدی عشرۃ وجمع بینہما بانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین
فانہ المتوارث **اقول** اس مجیب نے یہان پر نقل عبارت فتح القدیر مین دو وجہ سے خیانت
کی ہے اول بیچ مین سے ایک عبارت طویلہ کو جو مشعر ضعف حدیث بیس رکعت کے تھی حذف
کر دیا ہے دوم بعد اس عبارت کے کہ نقل کی ہے تصریح مدعای خصم عبارت فتح القدیر مین تھی اوس
تصریح کو نقل نہین کیا پوری عبارت فتح القدیر کی کہ جس سے خیانت اس مجیب کی ظاہر ہے یہ ہے
واما ما روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی وعند البیہقی من حدیث ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر فضعیف بابی شیبۃ ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی بکر
بن ابی شیبۃ متفق علی ضعفہ مع مخالفتہ للصحیح نعم ثبت العشرون من زمن عمر رضی اللہ عنہ فی
الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلث وعشرین رکعۃ و
روی البیہقی فی المعرفۃ عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب فی شہر رمضان
بعشرین رکعۃ والوتر قال النووی فی الخلاصۃ اسنادہ صحیح وفی الموطا روایۃ باحدی عشرۃ رکعۃ
وجمع بینہما بانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانہ المتوارث فتحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان
سنۃ احدی عشرۃ رکعۃ وجمع منہا بالوتر فی جماعۃ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ لعذر
افاد انہ لولا خشیۃ ذلک لواظبت بکم ولا شک فی تحقق الامن من ذلک بوفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فیکون سنۃ وکونہا عشرین سنۃ الخلفاء الراشدین وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی و
سنۃ الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم ولا یستلزم کون ذلک سنۃ اذ سنتہ بمواظبتہ بنفسہ الا لعذر
وبتقدیر عدم ذلک العذر انما استفدنا انہ کان یواظب علی ما وقع منہ وہو ما ذکرنا فیکون العشرون مستحبا
وذلک القدر منہا ہی السنۃ اہ

ردِ ہفوات مولوی سراج الدین واعظ

قولہ صفحہ ۲۱ بست رکعت مین حصر کیا ہے سنت تراویح کو سب علمای اہل سنت وجماعت نے **اقول**
یہ افترای صریح اور کذب فضیح ہے کسی عالم ذی اعتبار نے علماء اہل سنت وجماعت مین سے سنت
تراویح کو بیس رکعت مین حصر نہین کیا ہے چہ جای کہ سب علماء اہل سنت وجماعت نے سنت
تراویح کو بیس رکعت مین حصر کیا ہو اور جن کتابون کا حوالہ دیا اوسمین یہ نہین ہے **قولہ صفحہ ۲۱**
اور مسلم الثبوت اور شروح مولوی نظام الدین اور مولوی عبد العلے وملا عماد وملا عصام سب نے
اس قول پر فتوی دیا ہے کہ جو انکار اجماع امت کریگا وہ شخص بالاتفاق امت کافر ہے **اقول**
مسلم الثبوت اور شروح مولوی نظام الدین اور مولوی عبد العلے مین نہین ہے کہ انکار مطلق
اجماع امت باتفاق امت کفر ہے اور شرح مسلم ملا عماد وملا عصام کی خارج مین موجود نہین ہے
صرف یہ فضول گوئی مولویصاحب کی ہے ملا عماد جنکے حواشی قطبی ومیر قطبی وشرح مواقف
وغیرہ پر ہین اور ملا عصام جنکے حواشی بہت کتابون پر ہین اونکا زمانہ تصنیف مسلم سے بہت
پہلے ہے مسلم پر اونکی شرح ہونے کے کیا معنی ہین بہرحال مولوی صاحب کچھ دیکے حوالے
دینے کی کچھ حیا نہین ہے توضیح مین اجماع کے تین مرتبہ لکھی ہین اول اجماع صحابہ دوم اجماع
اونکا جو بعد صحابہ کے ہوئی اوس امر مین کہ نہ روایت کیا گیا ہو خلاف صحابہ کا اوسمین سوم اجماع
اونکا جو بعد صحابہ کے ہوئی ایسے امر مین کہ خلاف صحابہ کا اوسمین روایت کیا گیا ہو اور یہ اجماع
مختلف فیہ ہے تلویح مین ہے کہ ان مراتب ثلثہ مین سے مرتبہ پہلا اجماع کا بمنزلہ آیت اور خبر
متواتر کے ہے کہ تکفیر کیا جاتا ہے منکر اوسکا اور مرتبہ ثانیہ اجماع کا بمنزلہ خبر مشہور کے ہے کہ منسوب
بضلالت وگمراہی کیا جاتا ہے منکر اوسکا اور مرتبہ تیسرا اجماع کا نہین منسوب کیا جاتا ہے منکر اوسکا
طرف ضلالت اور گمراہی کی عبارت توضیح کی یہ ہے ثم الاجماع علی مراتب اجماع الصحابۃ ثم اجماع
من بعدھم فیما لم یروفیہ خلاف الصحابۃ ثم اجماعھم فیما روی فیہ خلافھم فہذا اجماع مختلف فیہ اور عبارت

تلویح کی یہ ہے قولہ ثم الاجماع علی مراتب فالاولی بمنزلة الآیة والخبر المتواتر یکفر جاحدہ والثانیة بمنزلة الخبر المشہور
یضلل جاحدہ والثالثة لا یضلل جاحدہ لما فیہ من الاختلاف اور بھی تلویح میں ہے کہ حکم شرعی مجمع علیہ
اگر ہو اجماع اوسکا ظنی نہیں تکفیر کیا جاتا ہے منکر اوسکا اور اگر ہو قطعی تو اختلاف ہی اوسکی منکر کی تکفیر میں
بعض قایل ہیں تکفیر کے اور بعض قایل ہیں عدم تکفیر کی اور حق یہ ہے کہ حکم شرعی مجمع علیہ اگر ضروریات
دین سے ہو مانند عبادات خمس کے تکفیر کیا جائیگا منکر اوسکا اتفاقا اور خلاف اوس میں ہے جو حکم شرعی
مجمع علیہ ضروریات دین سے نہو کہ اوسکے منکر کو بعض کافر کہتے ہیں اور بعض کافر نہیں کہتے ہیں
عبارت تلویح کی یہ ہے واما الحکم الشرعی المجمع علیہ فان کان اجماعہ ظنیا لا یکفر جاحدہ وان کان قطعیا فقیل
لا والحق ان نحو العبادات الخمس مما علم بالضرورة کونہ من الدین یکفر جاحدہ اتفاقا وانما الخلاف فی غیرہ اور
مسلم میں ہے انکار حکم القطعی کفر عند اکثر الحنفیة وطائفة خلافا لطائفة ومن ہہنا لم یکفر الروافض یعنی انکار
حکم اجماع قطعی کا کفر ہے نزدیک اکثر حنفیہ اور ایک طائفہ غیر حنفیہ کے برخلاف ایک طائفہ حنفیہ کے
اونکے نزدیک کفر نہیں ہے اسلیئے تکفیر نہیں کی گئی ہیں روافض اور مفید قطع اور یقین کا وہ اجماع
ہے کہ منقول بنقل متواتر ہو جیسا کہ بھی تلویح میں ہے نقل الاجماع الینا قد یکون بالتواتر فیفید العلم
وقد یکون بالشہرة فیقرب منہ وقد یکون بخبر الواحد فیفید الظن ویوجب العمل لوجوب اتباع الظن بالدلائل
المذکورة اور نور الانوار میں ہے اذا نقل الینا اجماع السلف باجماع کل عصر علی نقلہ کان کنقل الحدیث
المتواتر فیکون موجبا للعلم والعمل قطعا کاجماعہم علی کون القرآن کتاب اللہ تعالی وفرضیة الصلوة وغیرہا
واذا انتقل الینا بالافراد کان کنقل السنة بالآحاد فانہ یوجب العمل دون العلم مثل خبر الآحاد اور بحر العلوم مولوی
عبد العلی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جو اجماع واقع ہو بعد ثابت ہونے خلاف سابق کے وہ حجت
ظنیہ ہے بسبب احتمال صحت قول سابق کے ساتھ دلیل کے اور ایسا ہی ہے وہ اجماع کہ جو خبر آحاد سے
منقول ہو بسبب احتمال کے اوسکے ثبوت میں اور ایسا ہی ہے وہ اجماع کہ واقع ہوا ہو بسکوت بعض سے
بدون ایسے قرینہ کے کہ دلالت کرتا ہو اسپر کہ یہ سکوت بسبب رضا کے تھا بسبب عدم موافقت کے
عبارت شرح مسلم کی یہ ہے ثم الاجماع الذی وقع بعد الخلاف السابق حجة ظنیة لاحتمال صحة القول السابق بالدلیل

وکذا الاجماع المنقول احاداً لاحتمال فی ثبوتہ وکذا الاجماع الذی وقع من سکوت ولا قرینۃ تدل قطعاً علی ان
السکوت للرضی لاحتمال عدم الموافقۃ ۱ھ

رد ہفوات مولوی فیض احمد

قولہ صفحہ ۲۱ اور اسی طرح بہت سی کتابون فقہ مین بیس رکعت سنت ہونے تراویح مین صراحۃً مذکور
مین **اقول** سنت ہونا بیس رکعت کا صرف چند کتابون مین ہے لیکن سنت اون مین محمول
سنت صحابہ پر ہی اسلیئے کہ بیس رکعت کا پڑہنا آنحضرت سے ثابت نہین ہے اور سنت اوسکو کہتے ہیں
کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فعلاً مواظبت فرمائی ہو اور مستخلص شرح کنز سے جو نقل کیا اوس مین
تراویح کا سنت ہونا مرقوم ہے نہ بیس رکعت کا سنت ہونا **قولہ** صفحہ ۲۲ اور اجماع اہل الاسلام شرقاً
وغرباً اور حرمین شریفین اور ہاشرقاً جاری ورائج ہین کسی شخص نے اہل اسلام سے اس امر مین آجتک
خلاف نہین کیا اور مخالف اوسکا مبتدع ہے **اقول** بیس رکعت کی رائج اور جاری ہونے سے لازم
نہین آتا ہے کہ اٹھہ رکعت جاری اور رائج نہون اور اسی طور سے بیس رکعت کے جواز پر اجماع سے
مخالف اجماع ہونا مجوز آٹھہ رکعت کا کہ بیس رکعت کو بہی جائز جانتا ہو لازم نہین آتا ہے کیونکہ آٹھہ رکعت
کا جائز ہونا سنت آنحضرت اور سنت صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہے آجتک کسی نے فقہا
متقدمین اور متاخرین مین سے اٹھہ رکعت پڑہنے والے پر انکار نہین کیا ہے اور اس امر سے اس
قول مین کہ کسی نے اہل اسلام سے اس امر مین اجتک خلاف نہین کیا مراد کیا ہے آیا جواز بیس رکعت کا
یا سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا بر شق اول روافض کو جو منکر جواز بیس رکعت کی ہین اگر یہ مجیب اہل اسلام
سے خارج کرتا ہے تو البتہ یہ قول اسکا صحیح ہے ورنہ اسکو یون کہنا چاہئے تہا کہ کسی نے اہل
سنت مین سے اس امر مین اجتک خلاف نہین کیا ہی بحر العلوم نے شرح مسلم مین لکہا ہے
الصحیح عند الحنفیۃ انہم لیسوا کفاراً حتی تقبل شہادتہم الا الخطابیۃ یعنی صحیح نزدیک حنفیون کے یہ ہے کہ
روافض نہین ہین کافر یہان تک کہ قبول کی جاتی ہے گواہی اونکی سوای خطابیہ کہ ایک فرقہ ہے

اونہین مین ہے کہ وہ کافر ہین اور بڑشق ثانی سنت ہونی بیس رکعت مین بہت لوگون نے خلاف کیا ہے
حنفیہ مین سے خلاف ابن ہمام صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور طحطاوی وغیرہم طشت از بام ہے
اور بہت علمار نے تراویح کی مستحب ہونی پر اتفاق اور اجماع بہی نقل کیا ہی اور اجماع استحباب بیس خلاف ہی
ساتہہ سنت موکدہ کہنے بیس رکعت کی اس صورت مین یہ اکابر حنفیہ اور سب مستحب کہنے والے تراویح
بقول اس مجیب کی مبتدع ہونگی نعوذ باللہ منہ ۱۲

تمت

خاتمۃ الکتاب

مخفی نرہے جو باب مین تحقیق کیا گیا وہ اوفق بالدلیل تہا اور اگر فرض کیا جاوی کہ قول آنحضرت علیہ
الصلوۃ والسلام مازال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم بہ عذر ہے
مواظبت نفس تراویح سے جیسے کہ بعض فقہائی حنفیہ سمجہے مین نہ اوسکے جماعت کی مواظبت سے
جیساکہ ظاہر ہی اور یہی فرض کیا جاوی کہ تراویح ایک نماز جدا ہی نماز تہجد سے تاکہ مواظبت حکم تراویح پر فعلاً
ثابت ہو اس صورت مین بہی سنت موکدہ ہونا بیس رکعت تراویح کا ثابت نہوگا اسلئے کہ سنت موکدہ
ہونا اوسی مقدار کا ثابت ہوگا کہ جس مقدار کا پڑہنا آنحضرت سے ثابت ہے اور آیندہ کو اوسپر
مواظبت سے عذر فرمایا ہی اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے جو ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہی
پڑہنا آنحضرت کا اون راتون مین اٹہہ ہی رکعت کو ثابت ہی اور حدیث ابن عباس جو بیس رکعت پڑہنی
کے باب مین ہے وہ بالاتفاق ضعیف ہے لائق احتجاج نہین پس اس تقدیر پر بہی بیس رکعت
کا سنت موکدہ ہونا ثابت نہوگا سوای آٹہہ رکعت کے — تمام شد

دفع نسیان سے ہو جاوے گا اگر آپ نیت کو دخل نہ دیں گے تو ایسی باتیں نہ لکھیں گے فقط والسلام

راقم

ستبہ امداد علی